

امام احمد رضا اور عالمی جامعہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مع اضافات جدیدہ

ڈاکٹر اقبال احمد قادری

ادارہ مسعودیہ
۵۰۶۲-ای، ناظم آباد، کراچی سندھ
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء



حقوق طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ الدِّينَ اخِرُ الْخَيْرِ

انتساب

حکمائے اسلام کے نام، امام احمد رضا کی فکر و
دانش نے جن کی یاد تازہ کر دی، تاریخ اسلام
کو وقار بخشا اور ملت اسلامیہ کو زندگی سے
آشنا کیا۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

کتاب

مصنف

ضمیمہ نگار

کاتب

طالع

ناشر

طباعت اول

طباعت ثانی

تعداد

قیمت

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

ابو نعیم فانی، صادق

محمد اسلم نقشبندی

ادارہ مسعودیہ، کراچی

۱۹۹۰ء

۱۹۹۸ء

گیارہ سو

Rs 40/- 00

ملنے کے پتے

۱- ادارہ مسعودیہ، ۲/۶-۵، ای، ناظم آباد، کراچی

۲- مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی

۳- ضیاء القرآن، ہیلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

۴- شبیر برادرز، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

۵- الحجاز، ہیلی کیشنز، ۲۵، جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی فون ۷۷۵۱۵۰

فہرست

ابتدائیہ ، ۶

امام احمد رضا اور عالی جامعہ

۱۲ ————— ۱۶

پاکستان

- ۱۳ — کراچی یونیورسٹی ،
- ۱۴ — مدینۃ الحکمت یونیورسٹی ،
- ۱۵ — سندھ یونیورسٹی ،
- ۱۶ — اسلامیہ یونیورسٹی ،
- ۱۷ — بہار الدین ذکر یا یونیورسٹی ،
- ۱۸ — پنجاب یونیورسٹی ،
- ۱۹ — جامعہ نظامیہ ،
- ۲۰ — علامہ اقبال ادب یونیورسٹی ،
- ۲۱ — قائد اعظم یونیورسٹی ،
- ۲۲ — بلوچستان یونیورسٹی ،
- ۲۳ —

ہندوستان

- ۲۵ — مسلم یونیورسٹی ،
- ۲۶ — لکھنؤ یونیورسٹی ،
- ۲۷ — روہیل کھنڈ یونیورسٹی ،
- ۲۸ — ہندو یونیورسٹی ،
- ۲۹ — گورکھپور یونیورسٹی ،
- ۳۰ —

۵

- ۳۱ — بڑودہ یونیورسٹی ،
- ۳۲ — جبل پور یونیورسٹی ،
- ۳۳ — کلکتہ یونیورسٹی ،
- ۳۴ — عثمانیہ یونیورسٹی ،
- ۳۵ — دارالعلوم ندوۃ العلماء
- ۳۶ — جامعہ ملیہ ، دہلی
- ۳۷ — الجامعہ الاشرفیہ ،

امریکہ

- ۳۸ — کیلیفورنیا یونیورسٹی ،
- ۳۹ — کولمبیا یونیورسٹی ،
- ۴۰ — افریقیہ
- ۴۱ — ڈربن یونیورسٹی ،

انگلستان

- ۴۲ — لندن یونیورسٹی ،
- ۴۳ — نیوکاسل یونیورسٹی ،
- ۴۴ — برمنگھم یونیورسٹی ،
- ۴۵ — بالیسند
- ۴۶ — لیڈن یونیورسٹی ،

سعودی عرب

- ۴۷ — محمد بن سعود یونیورسٹی ،

مصر

- ۴۸ — ازہر یونیورسٹی ،

افغانستان

- ۴۹ — کابل یونیورسٹی ،

- ۳۱ — بڑودہ
- ۳۲ — جبل پور
- ۳۳ — کلکتہ
- ۳۴ — حیدر آباد
- ۳۵ — لکھنؤ
- ۳۶ — دہلی
- ۳۷ — مبارک پور ، اعظم گڑھ

- ۳۸ — برکٹ
- ۳۹ — نیویارک
- ۴۰ — ڈربن

- ۴۲ — لندن
- ۴۳ — نیوکاسل
- ۴۴ — برمنگھم
- ۴۵ — لیڈن

- ۴۷ — ریاض
- ۴۸ — قاہرہ
- ۴۹ — کابل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خُذْهُ دَنْصَلْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

ابتدائیہ

امام احمد رضا پاک دہند کے جلیل القدر عالم تھے، بریلی میں ۱۸۵۶ء کے انقلابی دور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء کے ہنگامی دور میں وہیں انتقال کیا۔ اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں عالمی پیمانہ پر ان کو سراہا جا رہا ہے۔ پیش نظر مقالے میں امام احمد رضا سے متعلق صرف جامعات کے محققین و اساتذہ اور طلبہ کی تحقیقات و تاثرات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

امام احمد رضا کے معاصرین میں رئیس الجامعات اور اساتذہ جامعات دونوں ہی ان سے مستفیض ہوئے۔ اس سلسلے میں مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، کے وائس چانسلر اور مشہور ریاضی دان ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ صدر شعبہ و نیات پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری اور سلسلہ کالج (جناب یونیورسٹی، لاہور) کے پروفیسر ریاضی اور پرنسپل پروفیسر حاکم علی بھی قابل ذکر ہستیاں ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھی چونکہ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) اور لندن یونیورسٹی (لندن) سے متعلق ہے اس لئے ان کو بھی اساتذہ جامعات میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ وہ امام احمد رضا سے مستفیض ہوئے اور امام احمد رضا کے بارے میں اچھا تاثر رکھتے تھے۔

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے ریاضی کے ایک لایغل مسئلے کے متعلق جو امام احمد رضا سے استفسار کیا تھا اس کے چشم دید احوال سید اصغر علی شاہ (ریٹائرڈ جج، پاکستان) نے اپنے استاذ پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبہ و نیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے حوالے سے اس طرح بیان کئے ہیں۔

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر شعبہ و نیات کے بڑے جلیل القدر عالم تھے، اور ہم سب طلبہ جناب مولانا صاحب کی بے حد عزت کرتے تھے، ان کے بارے میں ایک واقعہ قابلِ تحریر یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب سے ریاضی کا ایک مسئلہ حل نہ ہو سکا اور ڈاکٹر صاحب مدد و جرمی کے سفر کا قصد کیا تاکہ وہاں جا کر اس مسئلے کا حل تلاش کریں، جب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ بجائے جرمی کے بریلی کا سفر اختیار کریں اور مولانا احمد رضا خان مرحوم و مغفور سے اس مسئلہ کا حل دریافت کریں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کو بہت حیرت ہوئی لیکن مولانا سید سلیمان اشرف نے ان کو مجبور کیا اور اپنے ساتھ بریلی لے گئے۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب کا تعارف مولانا احمد رضا خان صاحب سے کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا غیر حل شدہ مسئلہ ریاضی بیان کیا اور اسی وقت پہلی ملاقات میں وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اب تو ڈاکٹر صاحب کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس وقت تک مغربی تعلیم کا اثر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب پر بہت زیادہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ مولوی صاحبان کو تو محض عربی کی نیاقت ہوتی ہے اور دیگر مضامین کے بارے میں ان کی معلومات بہت گھٹیا قسم کی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے دارحی رکھائی اور پابندی سے نماز پڑھنے لگے۔

(سہ ماہی العلم، کراچی، شمارہ اپریل تا ستمبر ۱۹۶۵ء ص ۱۷۷)

اس واقعہ کو ایک اور معنی شاہ مفتی محمد بریلان الحق جبل پوری نے اپنی کتاب ”اکرام احمد رضا (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) ص ۵۸-۶۶ میں بیان کیا ہے۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف کو امام احمد رضا سے جو تعلق خاطر تھا اور جس حد تک وہ امام احمد رضا سے متاثر تھے اس کی کیفیت پروفیسر صاحب کے

ایک اور شاگرد ڈاکٹر عبدالحمید علی مرحوم (مہتمم دارالقرآن پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کی زبانی سنئے۔
 مولانا مرحوم (احمد رضا بریلوی) کے بارے میں میسرے بالواسطہ تاثرات کا ایک
 دقیق اور قیمتی حصہ وہ ہے جو مجھے اپنے استاذ محترم مولانا سید سلیمان اشرف
 کی وساطت سے حاصل ہوا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں مجھے برسوں ان کی
 مرتبہ نہ صحبت میں رہنے کا شرف حاصل رہا وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی
 شخصیت سے از حد تک متاثر تھے۔ اسی دور کی دو اور شخصیتوں کو ساتھ ملا کر
 سید صاحب فرمایا کرتے تھے۔

”ان تین ہستیوں کو دیکھ لینا چاہیے پھر ایسے لوگ نہیں ملیں گے“ استاذ محترم
 مولانا سید سلیمان اشرف بر حضرت مولانا بریلوی کا اتنا اثر تھا کہ میں نے
 مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ کی عظیم شخصیت کا اندازہ واصل استاذ محترم
 کی شخصیت ہی سے لگایا۔ مجھے مولانا سید سلیمان اشرف سے شرف تلمذ
 کے علاوہ ان کا انتہائی قریب بھی حاصل رہا اور میں دیکھتا کہ حضرت
 مولانا بریلوی کا ذکر خیر چیر دیتے اور یوں محسوس ہوتا کہ اکثر انہیں کے
 تصور میں تھیں رہتے حتیٰ کہ استاذ محترم کی طبیعت انہی کے رنگ میں رنگی
 گئی تھی۔“

(قاضی عبدالبنی کوکب، مقالات یوم رضا، حقہ سوم، ۱۹۷۱ء، ص ۹)
 ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے امام احمد رضا کے افکار و خیالات کا مطالعہ کیا تھا اور ان سے
 متاثر تھے چنانچہ پروفیسر سلیمان اشرف کے ہاں تقریباً ۱۹۳۲ء میں علی گڑھ میں ایک
 دعوت کے موقع پر امام احمد رضا کا ذکر مکمل آیا تو اقبال نے جو کچھ کہا وہ شریک
 محفل اقبال ڈاکٹر عبدالحمید علی مرحوم کی زبانی سنئے۔

”علامہ مرحوم نے مولانا بریلوی کو خراج عقیدت و تحسین پیش کرتے ہوئے
 فرمایا کہ ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طبع اور ذہن فقیہ پیدا نہیں
 ہوا۔ سلسلہ کلام جادی رکھتے ہوئے علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نے ان
 کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔“

(خودنوشتہ بیان محترم، یکم اگست ۱۹۶۸ء منکوحہ راقم)

ڈاکٹر اقبال مرحوم پر امام احمد رضا کے گہرے تاثر کا اس حقیقت سے اندازہ لگایا
 جاسکتا ہے کہ اقبال جو پہلے وطن پرستی کے نغمے الاپ رہے تھے وہ امام رضا
 کے نغمہ رسول سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عشق رسول ہی کو روح ایمان قرار دیا ہے

بمصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمدوست

اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اور وہ اقبال جو پہلے ایک قومی نظریہ کی بات کر رہے تھے اور ایک نیا
 سوال تعمیر کر رہے تھے وہ قومی نظریہ کے اس شدت سے حامی ہوئے
 جس شدت سے امام احمد رضا نے اس نظریہ کی حمایت کی تھی۔ فکر
 اقبال میں یہ انقلابی بات ہے وجہ نہیں میسرے خیال میں امام احمد رضا
 کے افکار عالیہ نے فکر اقبال کو بے حد متاثر کیا اور خود قائد اعظم جن سے
 بالواسطہ متاثر ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ایک اجلاس میں ڈاکٹر
 محمد اقبال نے لاہور میں امام احمد رضا سے شرف نیاز بھی حاصل کیا تھا اور
 ان کو اپنی نعت بھی سنائی تھی۔

(شاہ مانامیاں قادری، سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی ص ۱۵)

اقبال نے امام رضا کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ خود واقع ہیں کیوں کہ
 اقبال قانون کے غالب علم رہے، بیرسٹریٹ لاسے از ماہر قانون اس کے علاوہ ہندو
 کے ایک پارسی ماہر قانون، ایچی ہائی کورٹ کے جج پروفیسر ڈی ایف ملا کے بیان سے بھی
 اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ پروفیسر موصوف نے جے پور کے سیکرٹری آف اسٹیٹ
 مشرکھیا سے جسٹس عبدالسلام کے استفسار پر جو کچھ کہا وہ شریک محفل علامہ نور احمد
 قادری (سفارت خانہ انڈونیشیا، اسلام آباد) کی زبانی سنئے۔

دہ ہندوستان میں فقہ حنفیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے میسرے
سائنس ج صاحب سے کہا کہ ہندوستان کا بھی بڑا کارنامہ ہے ،
فقہ حنفیہ پر بہت کچھ لکھا گیا اور بالخصوص دو کتابیں تو بہت بڑی لکھی
گئی ، ایک فتاویٰ عالمگیری اور دوسری فتاویٰ رضویہ ۱۱

(مکتوب علامہ نور احمد قادری محرمہ ، جنوری ۱۹۸۱ء از اسلام آباد)

اسلامیہ کالج (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کے پروفیسر ریاضی مولوی حاکم علی بی
امام احمد رضا سے بے حد متاثر تھے اور امام احمد رضا سے والہانہ محبت رکھتے تھے
جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے جولاہور سے
رسالہ نکالا تھا اسکی پیشانی پر چند اشعار ہوتے تھے ایک مصرع یہ بھی تھا :

مجدد الف ثانی و مجدد مائتہ حاضرہ داری

یہاں مجدد الف ثانی سے مراد حضرت شیخ احمد رندی ہیں اور مجدد مائتہ حاضرہ سے مراد
امام رضا خاں بریلوی ہیں ۔

پروفیسر حاکم علی لاہور سے بریلی بھی لے جاتے تھے اور علمی مسائل پر امام رضا
سے تبادلہ خیال کرتے تھے ۔ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے ترک موالات سے متعلق امام احمد رضا
کو ایک استفسار بھیجا جس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک رسالہ بعنوان :-

الحجة الموقنہ نے آیتہ الممتنہ (۱۹۲۱ء)

تحریر فرمایا ، چنانچہ اسلامیہ کالج کی منظمہ کمیٹی کی پرواہ کئے بغیر جس کے سیکرٹری
ڈاکٹر محمد اقبال تھے ، پروفیسر حاکم علی نے ترک موالات کی مخالفت کی جس کی پاداش
میں ان کو کالج سے معقل کیا گیا مگر جب ہنگامہ فرو ہو گیا تو ان کو دوبارہ دکھ لیا گیا غالباً
اسی لئے کہ اقبال ذاتی طور پر خود ترک موالات کے حامی نہ تھے ۔

(اختر باقی : تذکرہ علمائے پنجاب ، جلد ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۱۵۲ ، ۱۵۳)
پروفیسر حاکم علی ریاضی اور سائنس کے موضوعات پر بھی امام احمد رضا سے تبادلہ
خیالات کرتے تھے ۔ امام احمد رضا کے رسائل کے مطالعہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے ۔
مثلاً حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر صاحب کا پرنسپل کے حامی تھے مگر امام احمد رضا

اس کے مخالف ۔ پروفیسر صاحب کے ایک استفسار پر امام احمد رضا نے ایک
رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے :

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۹۱۹ء)

اس میں امام احمد رضا نے پروفیسر صاحب کو ہدایت کی ہے کہ سائنس کو جتنے
اسلامی مسائل سے اختلاف ہے ان سب میں مسئلہ اسلامی کو روکشن کیا جائے ۔ حرکت
زمین کے خلاف امام احمد رضا نے ایک مستقل کتاب لکھی تھی جو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل
تھی اس کا عنوان تھا :-

فوز زمین و رد حرکت زمین (۱۹۲۰ء)

اس کتاب میں امام احمد رضا نے اپنے موقف کی حمایت میں جو تفصیلی اور
فنی و علمی بحث کی ہے وہ سائنس دانوں کے لیے قابل مطالعہ ہے ۔ علامہ اقبال
ادین یونیورسٹی (اسلام آباد) کے سابق پروفیسر جناب ابراہیم حسین صاحب اس پر کام کر رہے ہیں ۔
امام احمد رضا نے اپنے عہد کے عالمی جامعات کے ماہرین فن کی تحقیقات کو
چیلنج کیا چنانچہ مشیگن یونیورسٹی (امریکہ) یا ٹھورال یونیورسٹی (اطلی) کے ہیاء دان
پروفیسر البرٹ ایف ۔ پوٹا نے اکتوبر ۱۹۱۹ء میں ۱۴ دسمبر ۱۹۱۹ء کے لئے ایک ہولناک
پیش گوئی کی جو نیویارک ٹائمز (امریکہ) ، ایکپریس (ہانگ پور ، بھارت) وغیرہ انگریزی
اخباروں میں شائع ہوئی اور اس سے ایک تہلکہ مچ گیا ۔ اس سلسلے میں جب امام احمد رضا
سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے اپنی فنی تحقیقات کی روشنی میں اس پیش گوئی کو باطل قرار
دیا ۔ چنانچہ جب ۱۴ دسمبر ۱۹۱۹ء کا دن آیا تو جو کچھ امام احمد رضا نے کہا تھا وہی
سچ ثابت ہوا اور امریکی ہیاء دان کی پیش گوئی باطل ثابت ہوئی ۔ امام احمد رضا
نے پروفیسر پوٹا کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے ،

معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۹۱۹ء)

کہ پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) کے مشہور سائنس دان پروفیسر البرٹ آئن سٹائن
بھی امام احمد رضا کے معاصرین میں تھا ۔ امام احمد رضا کو اس کی تحقیقات میں بھی کلام
تھا جس کا اظہار انہوں نے اپنی تصنیف "فوز زمین و رد حرکت زمین" میں کیا ہے ۔

یہ تو یقیناً عہدِ امام احمد رضا کی باتیں۔ امام احمد رضا کے انتقال کے نصف صدی بعد اب پھر عالمی جامعات میں ان کا چرچا سُننے میں آرہا ہے۔ مختلف جامعات کے اساتذہ نے ان کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے، بعض اساتذہ نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور کئی جامعات میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ان میں براعظم ایشیا، امریکہ، یورپ، افریقہ وغیرہ کی جامعات شامل ہیں۔ اگر عالمی جامعات کے اساتذہ کے تاثرات اور حوالوں کو جمع کیا جائے اور جو کچھ تحقیقی کام ہوا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ مفید ایک کتاب کی شکل اختیار کر جائے گا مگر سر دست اختصار و اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور مختلف ممالک کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر جو کچھ کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے اور اساتذہ جامعات نے امام احمد رضا کے متعلق جن خیالات و تاثرات کا اظہار کیا ہے اس کا سرسری طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ مقالہ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد کے بانی برادر مولانا محمد عبداللہ عسکری اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے منظرِ عام پر آرہا ہے۔ محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب نے کتابت کے لئے جدوجہد فرمائی، امریکی جناب محمد صدیق فانی صاحب نے خلوص سے کتابت فرمائی، بعض احباب نے مواد کی فراہمی میں مدد فرمائی، راقم ان کرمطراوٹ کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو دارین میں نوازے اور اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ



بے نشانوں کا نشانِ مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

امام احمد رضا بریلوی

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

پاکستان

کراچی یونیورسٹی، کراچی

کراچی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق قریشی مرحوم نے اپنی انگریزی کتاب ”علماء اور سیاسیات“ (مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء) میں امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۲۷۰) اور لکھا ہے کہ وہ دو قومی نظریہ کے حامی تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے جب تحریک آزادی میں علماء اہل سنت کے کردار کا مطالعہ کیا تو موصوف نے کراچی کے ایک اجلاس (منعقدہ ۶ فروری ۱۹۷۸ء) میں ہر ملایہ اعتراض حقیقت فرمایا۔ ”جب میں اہل سنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک آزادی کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یکطرفہ ہے۔“ (ماہنامہ فیضان لاہور، شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء ص ۳۱)

کراچی یونیورسٹی کے سابق صدر شعبہ اردو، ڈاکٹر ابوالقلیت صدیقی نے امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:-

”وہ میں جناب رضا بریلوی کی دینی خدمات کا مداح اور معترف ہوں اور ان کو اسلام کے مجاہدین و مبلغین کی صفِ اول میں شامل سمجھتا ہوں۔ عشقِ رسول کا جذبہ ان کی نشر اور نظم میں ہر جگہ موجود ہے اور چونکہ اس کی بنیاد جذبے کی صداقت اور موضوع کی لطافت ہے اسلئے اس کا اثر آفرین ہونا قدرتی امر ہے۔“

(محمد مرید احمد چشتی، خیابانِ رضا، مطبوعہ عظیم سہیل پبلیکیشنز لاہور، ص ۳۷) ۱۹۸۲ء

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے استاذ ڈاکٹر فرہان فیتوری نے بھی اپنی کتاب ”اردو کی نعتیہ شاعری“ (مطبوعہ لاہور) میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا ذکر کیا ہے۔

(ص ۸۶)

کراچی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر پروفیسر مفتی شجاعت علی قادری نے ”مجدد الامتہ“ (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء) کے عنوان سے عربی زبان میں امام احمد رضا پر ایک کتاب لکھی ہے جو ۲۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ عربی زبان میں امام احمد رضا کے حالات، انکار پر غالباً یہ پہلی کامیاب کوشش ہے۔ پاک و شہد کے علاوہ بیرونی ممالک میں اس کی پذیرائی ہوئی ہے۔ مختلف جامعات اور تحقیقی اداروں کے فضلا و نئے اس پر تبصرہ کے۔۔۔ مثلاً

(سودان)

۱: خرطوم یونیورسٹی

(سعودی عرب)

۲: جامعۃ الربیع

(ریاض سعودی)

۳: جامعہ امام محمد

۴: دارالمرآۃ معارف، حیدرآباد (بھارت)

پروفیسر محمد اسحاق مدنی، استاد اردو کالج کراچی، مندرجہ ذیل عنوان پر کراچی یونیورسٹی سے راقم کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:-

”تبرصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ“

اس یونیورسٹی سے پروفیسر مجید اللہ قادری (شعبہ ارضیات کے استاذ) امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے دوسرے اردو تراجم سے تقابلی مطالعہ پر راقم کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ موصوف نے ایک مقالے میں امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے یہ بیش قیمت مقالہ بڑے سائز کے چالیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے، عنوان ہے :-

”الاعطایا النبویہ فی فتاویٰ المرصوۃ کا موضوعاتی جائزہ“

۱۹۸۸ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے اور ادارہ کے سالنامہ معارف رضا میں بھی اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے فتاویٰ رضویہ کی نو (۹) مطبوعہ مجلدات کا تعارف کر دیا ہے۔ بقیہ تین جلدیں ابھی شائع نہ ہو سکیں، اس لیے وہ اس جائزے میں شامل نہیں۔ بہر حال مطبوعہ مجلدات میں امام احمد رضا کے ۱۶ تحقیقی رسائل اور پانچ ہزار (۵۰۰۰) سے زیادہ فتوے ہیں۔ اس طرح فتاویٰ رضویہ مسائل شرعیہ کا ایک عظیم ذخیرہ ہے جو ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے یہ ایک نہایت ہی مفید کام کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

پروفیسر مجید اللہ قادری نے ایک اور تحقیقی مقالہ بعنوان :-

”قرآن، سائنس اور امام احمد رضا“

قلم بند کیا ہے۔ جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے ۱۹۸۹ء میں کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ مقالہ معارف رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔

(ص ۷ تا ۹۸)

کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر منظور الدین احمد نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی سرپرستی میں منعقدہ امام احمد رضا کانفرنس میں کراچی یونیورسٹی میں امام

احمد رضا چیئر قائم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اسی کانفرنس میں سندھ یونیورسٹی بام شورو (حیدر آباد سندھ) کے پروفیسر ڈاکٹر مد علی قادری نے سندھ یونیورسٹی میں بھی امام احمد رضا چیئر قائم کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔

مدینۃ الحکمت، کراچی

محترم جناب حکیم محمد سعید دہلوی جو مستقبل کی عظیم یونیورسٹی ”مدینۃ الحکمت“ کے بانی ہیں انہوں نے مندرجہ ذیل موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور فن طب

موصوف نے جب فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ فرمایا تو امام احمد رضا کے وسعت مطالعہ اور تجربہ عملی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ امام احمد رضا کے بے مثال علم و فضل سے سید متاثر ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء میں امام احمد رضا کانفرنس (منعقدہ، تاج محل ہوٹل، کراچی) میں اپنے صدارتی خطبہ میں نہایت صاف گوئی اور صاف دلی کے ساتھ انہوں نے یہاں تک فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی تعلیمات علمیہ کا پہلے علم ہو جاتا تو میں راہ راست پر آجاتا، خیر! ویر آید درست آید“ یہ کلمات انہوں نے اس دل سوزی کے ساتھ فرمائے کہ سننے والے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ راقم بھی اس کانفرنس میں موجود تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ماضی میں بعض علما اور دانشوروں کی دروغ بیانی اور افتراء پر داناؤں پر جن حضرات نے اپنی ایف۔ بی۔ کی وجہ سے اعتماد کیا اب جب وہ خود امام احمد رضا کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ سزاں رہ جاتے ہیں۔ اپنے لیے حیرانی و شیمانی کے جذبے کے ساتھ ان علما اور دانشوروں کے لیے نفرت و حقارت کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ جنہوں نے حقائق کو چھپایا، علمی سطح پر جھوٹ کو فروغ دیا اور تاریخ کو مسخ کر کے مہربانہ ذہنیت کا ثبوت دیا۔ یہ تلخ حقائق نہ صرف پاک و ہند کے محققین بلکہ بیرونی ممالک کے محققین کے لیے بھی سخت حیران کن ہیں۔

سندھ یونیورسٹی اجماع شورو (حیدر آباد سندھ)

سابق صدر شعبہ اردو (سندھ یونیورسٹی) اور ملک کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے امام احمد رضا کے افکار عالیہ اور ادبی خدمات کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے۔ موصوف نے کراچی یونیورسٹی کی ایک علمی مجلس میں ”اردو کی متصوفانہ شاعری“ پر اپنا مقالہ پیش کیا تھا۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

”اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک عاشق رسول یعنی مولانا احمد رضا خاں بریلوی (المتوفی ۱۳۲۸ھ) کا ذکر کر دیا جائے جن سے ہمارے ادبا نے ہمیشہ سے اعتنائی برتی حالانکہ یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔“

(مقالہ مکتوبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں قلمی، ص ۹)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام احمد رضا کی اردو شاعری پر ایک اور فاضلانہ مقالہ لکھا تھا جس کا ایک حصہ اخبار جنگ (کراچی) میں شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :-

”اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علما میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت، طباعی و ذراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین، مستشرقین نظروں میں نہیں جھٹکتے۔ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا اور کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے شعرو ادب میں ان کا لا بہ ماننا پڑتا ہے۔ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و باریع سے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف سے یک جا کر لیے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے :- (اخبار جنگ، کراچی، شمارہ شمار فروری ۱۳۹۹ء ص ۱)

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے پنجاب یونیورسٹی (لاہور) میں تیار ہونے والے ثقافتی اور ادبی انسائیکلو پیڈیا یعنی ”تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند“ (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء) کی جلد اول میں مندرجہ ذیل تحقیقی مقالات شامل کئے ہیں :-

- ۱۔ مسلمانوں کا علم و ادب برصغیر میں
 - ۲۔ مسلمانوں کا دینی ادب ۱۸۵۰ء کے بعد
 - ان دونوں مقالوں میں مختلف موضوعات کے ضمن میں متعدد مقامات پر امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً
 - ۱۔ امام احمد رضا اور علم حدیث، ص ۱۳۹
 - ۲۔ امام احمد رضا کے مرصع عربی نمونے، ص ۱۳۲
 - ۳۔ امام احمد رضا کا اردو ترجمہ قرآن، ص ۱۵۹
 - ۴۔ امام احمد رضا اور علم فقہ، ص ۱۷۱
 - ۵۔ فتاویٰ رضویہ، ص ۱۷۲
 - ۶۔ امام احمد رضا کی لغت، ص ۱۸۸
 - ۷۔ امام احمد رضا کی منقبت، ص ۲۰۱
- راقم الحروف محمد مسعود احمد نے مندرجہ ذیل عنوان پر ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا تھا۔

اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر

یہ مقالہ ۱۹۵۸ء میں شروع کیا اور ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا پھر ۱۹۷۰ء تک اس میں اور اضافے کئے۔ اس مقالے کے چھ باب ہیں جس کا عنوان ہے :-

”مختلف مکاتب فکر اور ان کی تفسیر“

امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۳۲۶) پھر نویں باب میں اردو تراجم قرآن کے ذیل میں امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۶۲۳)۔

سابق صدر شعبہ اردو (سندھ یونیورسٹی) پروفیسر ڈاکٹر سخی احمد سخی کی اطلاع کے مطابق ۱۹۴۳ء میں حکیم محمد ادریس خاں صاحب مہمند (پرائیٹنگ، سندھ) امام احمد رضا کی علمی و ادبی خدمات پر ڈاکٹریٹ کر رہے تھے (مکتوب نمبر ۱۶۵، ۱۹۴۳ء) غالباً وہ کام نہ کر سکے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں آنسہ رقیہ منگھری کو امام احمد رضا کے حالات و ادبی خدمات پر ڈاکٹریٹ کے لیے موضوع دیا ہے۔ موضوع کام کر رہی تھیں اور تقریباً نصف مقالہ مکمل ہو چکا تھا لیکن اسی پر ان کو ایم۔ فل کی ڈگری دے کر فایز کر دیا گیا۔ ان کے مقالے کے گیارہ ابواب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

- | | | |
|------------------|------------------------------|-----------------|
| ۱۱، پہلا باب | حالات ۱۶۲۔ دوسرا باب | علمی آثار |
| ۳، تیسرا باب | حیثیات ۱۶۴، چوتھا باب | تأثرات |
| ۵، پانچواں باب | ادبی خدمات ۱۶۵، چھٹا باب | ادبی تفصیلات |
| ۷، ساتواں باب | مکاتیب ۸۱، آٹھواں باب | نعت گوئی |
| ۹، نواں باب | قصائد و منتخب ۱۱۰، دسواں باب | رباعیات و قطعات |
| ۱۱، گیارہواں باب | منہج مکاتیب و فتاویٰ | |

آنسہ رقیہ چغتائی بھی سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ ان کا موضوع ہے۔

”اردو نعت کے جدید رجحانات“

(مکتوب نمبر ۹، جولائی ۱۹۸۱ء)

چونکہ امام احمد رضا اردو نعت گو شعراء کے سر تاج ہیں اسلئے متعلقے میں ضمنی طور پر ان کا بھی ذکر آئے گا۔

پروفیسر مولانا حافظ محمد عبد الباقی مدنی، ڈاکٹر مدنی قادری، صدر شعبہ عربی، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، کی نگرانی میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر ڈاکٹریٹ کے لئے سندھی زبان میں مقالہ قلم بند کر رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ العزیز قابل مطالعہ ہو گا۔

اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

اسلامیہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر نعیم احمد ناصر، امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-
حضرت مولانا امام احمد رضا خاں صاحب کی شخصیت عظیم ادران کا علمی مرتبہ بہت بلند ہے، وہ بلاشبہ عبقری GENIUS تھے۔

(محمد مرید احمد چشتی، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۱۱۵)

اسلامیہ یونیورسٹی کے شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے بھی امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

”اعلیٰ حضرت کا علم مستحضر تھا۔ انہیں کتا میں ٹٹولنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی، جس مسئلے پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے بے تکلف لکھتے گئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کی کتا میں ان کے سامنے پڑی ہیں، اگر کہیں انہوں نے تلخ لب و لہجہ اختیار کیا ہے تو اس کی وجہ مخالفین کی شان رسالت میں گستاخی ہے۔“

(پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۴۲)



بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

ادارہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان سے جناب غلام مصطفیٰ صاحب نے علوم اسلامیہ (۱۹۸۲ء - ۱۹۸۶ء) کے لیے پروفیسر نور الدین جامی کی نگرانی میں مندرجہ ذیل موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند کیا ہے۔
 در مولانا احمد رضا خان بریلوی اور ان کی فقہی خدمات
 اس مقالے پر ستمبر ۱۹۸۶ء میں جناب غلام مصطفیٰ صاحب کو ایم۔ اے کی ڈگری ملی۔ یہ مقالہ جناب محمد صدیق خانی خوشنویس کی عنایت سے راقم کو ملنے کے لیے ملا۔ یہ مقالہ بڑے سائز کے ۲۱۲ ٹائپ شدہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل پانچ ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت متعدد ذیلی عنوانات ہیں اور آخر میں نہرست مآخذ و مراجع۔

- ۱۔ باب اول ، حالات زندگی مولانا احمد رضا بریلوی
 - ۲۔ باب دوم ، فقہ اور اصول فقہ برصغیر پاک و ہند میں
 - ۳۔ باب سوم ، مولانا احمد رضا اور فقہ
 - ۴۔ باب چہارم ، مولانا احمد رضا اور فقہائے اخلاف
- فاضل مقالہ نگار جناب غلام مصطفیٰ صاحب نے مقالہ کے افتتاحیہ میں اکابرین ملت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

مولانا احمد رضا خان بریلوی بھی ملت مرحومہ کی ایسی ہی جلیل القدر، سہر صفحہ اور بہشت پہلو ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی ہیں۔ آپ علمی اور ملی لحاظ سے اسٹاڈنٹ اکابرین امت مسلمہ کی ایک حسین و جمیل اور قابل فخر یادگار ہیں۔ آپ کی ذات کو جس پہلو اور جس زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے آپ علم و عمل کی عظیم تربندیوں پر فائز نظر آتے ہیں۔
 (ص ۲)

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

آپ کسی علوم و فنون کے موجد اور مہنہ اور بہت سے علوم و فنون کے ماہر تھے۔ آپ کی تبحر علمی کی دھوم نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں مچی۔ اگر آپ کو جامع العلوم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (ص ۳)



پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۹۶۳ء سے قبل محمد صدیق اکبر صاحب نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے لئے امام احمد رضا کی عربی سذات کا ایک مجموعہ ایڈٹ کر کے بطور مونیٹرافٹ پیش کیا تھا اس مجموعہ کا عنوان ہے۔

الاجازۃ المئینہ لکھنؤ، بکۃ والمدینۃ
(۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء)

دوسرا اہم کام پروفیسر بشیر احمد قادری (فیصل آباد) نے کیا۔ انہوں نے ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں ایم۔ اے کے لئے مندرجہ ذیل موضوع پر مونیٹرافٹ پیش کیا۔

”مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت گوئی“

یہ مقالہ تقریباً ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مندرجہ ذیل پانچ ابواب ہیں جن کے ضمن میں بیسیوں ذیلی عنوانات ہیں۔

باب اول : سوانح و شخصیت

باب دوم : فن نعت گوئی

باب سوم : تاریخ نعت گوئی

باب چہارم : مولانا احمد رضا خاں کے دیوان اور نعتیہ کلام کا مجموعی جائزہ۔

باب پنجم : مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی کے ادبی و فنی محاسن

تیسرا کام یہ ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ وائمرۃ المعارف الاسلامیہ کی طرف سے شائع ہونے والی اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی دسویں جلد میں امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا (ص ۲۷۸ - ۲۸۴) یہ مقالہ صدر شعبہ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کی فرمائش پر راقم الحروف نے قلم بند کیا۔

پروفیسر محمد اسحاق قریشی (شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد) مندرجہ ذیل موضوع پر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیق کی۔

دربار صغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری

اس میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ الحمد للہ! ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے۔

ایک دوسرا کام پروفیسر غلام سرور رائے مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔

”تحریک پاکستان اور مشائخ کرام“

امام احمد رضا نے چونکہ دو قومی نظریہ کا احیا کیا اور ملت مسلمہ کی رہنمائی کی، اس لئے اس مقالے میں امام احمد رضا اسی حیثیت رکھتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی سے ایک ثقافتی و ادبی انسائیکلو پیڈیا شائع ہو رہی ہے جس کی دوسری جلد کے ساتویں باب میں پروفیسر عبدالقیوم نے امام احمد رضا کا اس طرح ذکر کیا ہے :-

”آپ ایک بہت بڑے مناظر تھے۔ ۱۸۵۶ء / ۱۲۷۲ھ میں

پیدا ہوئے۔ معقولات و منقولات میں یکساں درگم رکھتے تھے۔ علوم

مختارہ اپنے والد مولانا تقی علی خان سے اور حدیث کی سند تیز و حلان

مکی اور عبدالرحمن سرگج کی سے لی۔ ۱۹۲۱ء / ۱۳۴۰ھ میں فوت

ہوئے۔“

(تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۲۱)

پنجاب یونیورسٹی لائبریری شعبہ علوم شرقیہ کے انسپکٹر قاضی بلال شبی کوکب نے ایک اہم کام یہ کیا کہ علما و فضلاء کے مقالات کا ایک مجموعہ مقالات یوم رضا کے عنوان سے مندرجہ ذیل تین حصوں پر شائع کیا۔

۱۔ مقالات یوم رضا : جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

۲۔ مقالات یوم رضا : جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

۳۔ مقالات یوم رضا : جلد سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

قاضی غیب النبی مرحوم ایک حادثے میں شہید ہو گئے مگر ان کے مجموعہ مقالات نے امام احمد رضا پر کام کرنے والوں کے لئے راہنما کا کام کیا۔ وہ ایک سچے جوئے نوجوان

عالم تھے۔

پنجاب یونیورسٹی میں امام احمد رضا کے حالات و انکار پر جو کام ہوا ہے وہ تو ہوا ہے۔ یونیورسٹی کے فضلا اور اساتذہ نے بھی امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کئے ہیں اور ان کے کمال است علیہ کا اعتراف کیا ہے، ہم یہاں چند فضلا کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے سابق چانسلر علامہ علاؤ الدین عیدیقی نے ۲ جون ۱۹۶۸ء کو یوم رضا کے ایک اجلاس میں فرمایا:

”جب دین کی قدروں کو نیچے گرایا جا رہا تھا اس وقت مولانا شاہ احمد رضا قادری آگے بڑھے اور انہوں نے دین کی قدروں کو ان کے صحیح مقام پر ثبات بخشا..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندگی کو مشعل راہ بنانا چاہیے“

(مقالات یوم رضا، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۷۰)
پنجاب یونیورسٹی کے ایک اور وائس چانسلر پروفیسر امتیاز علی صاحب امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے عہد کے جید عالم، مقبول لغت گو اور صدیق دینی و علمی کتب و رسائل کے مصنف تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر موصوت کی نظر بڑی وسیع اور گہری تھی، فقہی مسائل میں ”فتاویٰ رضویہ“ ان کا بہت اہم علمی کارنامہ ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد ملکی سیاست کے ہنگامہ خیز دور میں ترک موالات اور تحریک ہجرت کے خلافت حضرت مولانا بریلوی کے فتوے نیز متحدہ قومیت کے بارے میں انتہائی بیانات، ان کی سیاسی بصیرت کا ثبوت ہیں۔“

(محمد مرید احمد چشتی، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۴۴)
پنجاب یونیورسٹی اور فیصل کالج کے پرنسپل اور صدر شعبہ اردو پروفیسر

ڈاکٹر عبادت بریلوی امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

مولانا احمد رضا خاں بہت بڑے عالم دین، مفکر اسلام اور عاشق رسول تھے ان کا نام علمائے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے اپنی تصانیف سے علوم اسلامی میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔“

(محمد مرید احمد چشتی، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۴۵)

پنجاب یونیورسٹی کے دارالقرآن کے مہتمم سید عابد احمد علی مرحوم، امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

”میں علامہ کو دیگر دہوں میں تقیم کرتا ہوں۔ ایک وہ جو محض اپنی محنت و زہد کمال کو پہنچتے ہیں اور دوسرے وہ جو فطری طور پر غیر معمولی اور ذہین اور طباع ہوتے ہیں جنہیں انگریزی میں GENIUS کہا جاتا ہے۔ میرے نزدیک حضرت مولانا احمد رضا کا شمار اس دوسرے گروہ میں ہوگا۔“

(مقالات یوم رضا، جلد سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۱۲۰)

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ دائر المعارف الاسلامیہ کے صدر ڈاکٹر سید عبداللہ امام احمد رضا کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرماتے ہیں:-

”عالم، اپنی قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے اور وہ عالم جس کی فکر و نظر کا محور قرآن حکیم اور حدیث نبوی ہو، وہ ترجمان علم و حکمت و فقیہ حق و صداقت اور سخن انسانییت ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ حضرت مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی ایسے ہی عالم دین تھے تو یہ منہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت کا اعتراف ہوگا۔ وہ بلاشبہ جید عالم، متبحر حکیم، عبقری، فقیہ، صاحب نظر مفسر قرآن، عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے لیکن ان تمام درجات رفیع سے بھی بلند تر ان کا ایک درجہ ہے اور دوسرے

عشق رسول کا:

(محمد مقبول احمد، پیغاماتِ یومِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۳۵)

پاکستان کے مشہور جہاں دیدہ صحافی میاں عبدالرشید نے "پاکستان کا پس منظر" اور "پیش منظر" کے عنوان سے ایک عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بارہویں میں امام احمد رضا کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ پاکستان نے سند میں شائع کی۔

مفتی احمد رضا رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں نے جو کتب لکھی ہیں وہ بالکل علمی اور فاضلانہ ہیں۔ ان کی قلمی خدمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

قرآن نام پر لکھی ہوئی یہ کتاب اردو میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی نگارش فرید حسن نے کی ہے۔

ابن ابی شامہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔ ان کی کتب میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے ان کی کتب کو اردو میں شائع کیا ہے۔

حاشیہ اشتر المصنات

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کا مشہور و معروف علمی اور ادبی ادارہ ہے۔ تدریس اور تحقیق و تصنیف کے میدان میں اس کی اہم خدمات ہیں۔ مہتمم ادارہ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور اس کا تادمہ کرام علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشا تائبش قصوری، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا عبدالستار صاحب، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب وغیرہ نے قابل ذکر تحقیق و تنظیمی، تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دی ہیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے مندرجہ ذیل تصانیف پیش کیں۔

۱۔ سوانح سراچ الفقہاء مع فتوے امام احمد رضا، لاہور ۱۹۷۲ء

۲۔ یاد اعلیٰ حضرت، لاہور ۱۹۷۹ء

۳۔ اندھیرے کے آگے ایک، لاہور ۱۹۸۵ء

۴۔ شبیہ کے گھر، لاہور ۱۹۸۹ء

۵۔ امام احمد رضا اپنے اور بیگانوں کی نظر میں، لاہور ۱۹۸۵ء

۶۔ مقدمہ کھل الفقیہ القاسم از امام احمد رضا، لاہور ۱۹۸۷ء

مسک امام احمد رضا کی مہافت میں یہ تصانیف پیش کیں۔

۱۔ ندائے یار رسول اللہ، لاہور ۱۹۸۵ء

۲۔ الحیاۃ الخالہ، لاہور جمادی الاول ۱۴۰۹ھ / جنوری ۱۹۸۹ء

۳۔ مدنیۃ العلم، لاہور ۱۹۸۹ء

۴۔ المعجہ و کرامات الاولیاء، لاہور ۱۹۸۹ء

امام احمد رضا کی شخصیت اور فکر سے متعلق یہ مقالات پیش کئے۔

۱۔ مطالب القرآن، فہرست مضامین خزانہ العرفان علی کنز الایمان، لاہور

۲۔ علیہ مبارکہ اعلیٰ حضرت مشمولہ معہد اسلام از نسیم بستی، کانپور

- ۳۔ امام احمد رضا اور روضہ مرزا نیت، الہام، بہاول
- ۴۔ روضہ مرزا نیت میں علامہ اہل سنت کا حصہ، ضیائے حرم، لاہور
- ۵۔ اعلیٰ حضرت بریلوی، خصوصی مقالہ بطور تقدیم، لاہور

جامعہ نظامیہ کے ایک اور استاد فاضل جوان مولانا محمد صدیق ہزاروی نے امام احمد رضا سے متعلق مندرجہ ذیل کتب پیش کیں۔

- ۱۔ تعلیقات رضا، جلد اول، (طحاوی علی الدر المختار)، لاہور
 - ۲۔ تعلیقات رضا، جلد دوم، (تفسیر معالم التنزیل)، لاہور
 - ۳۔ کنز الایمان تفسیر کی روشنی میں، لاہور ۱۹۸۹ء
- مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل مقالات پیش کئے۔

- ۱۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علوم دینیہ کے ام (امروز لاہور) ۲۴ جنوری ۱۹۴۹ء
 - ۲۔ ”بحر سبکراں اور عاشق رسول“ (افق دہراچہ) ۱۵ جنوری ۱۹۸۰ء
 - ۳۔ ”امام احمد رضا خاں بریلوی دینی اور علمی خدمات کے آئینے میں“
- نوائے وقت (لاہور) ۸ نومبر ۱۹۸۲ء

۴۔ ”مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی — علوم و فنیہ کا

کا بحر سبکراں“ امروز (لاہور) ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء

۵۔ مولانا احمد رضا بریلوی، دو قومی نظریے کے تنظیمی علمبردار،

پاک جمہوریت (لاہور) ۲۱-۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

جامعہ نظامیہ کے ایک اور فاضل مولانا ممتاز احمد سیدی نے تنظیم المدارس

پاکستان، درجہ عالیہ مندرجہ ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند کیا :-

”امام احمد رضا اور روضہ عیسائیت“

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ ہی میں مہتمم جامعہ علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی نے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا ہے جو امام احمد رضا کی تصانیف اور دیگر نگارشات کی تحقیق

۱۔ ابن تخریج اور ترجیح کا اہم کام انجام دے رہا ہے۔ چنانچہ اس ادارے نے امام احمد رضا سے مندرجہ ذیل رسائل کی تخریج کر کے دو مجموعوں میں مرتب کیا جسے کراچی سے ادارہ مفتیقات، امام احمد رضا نے شائع کر دیا۔ رسائل کے نام یہ ہیں :-

صناعات الصفا، نفی الغنی، قرأتہام، ہدی الخیران، السور والعقاب، تہذیب الدیان، اجاز الدیانی، المبین۔

امام احمد رضا کی اہم عربی تصنیف ”در کفل الفقیہ الغامض“ کو پروفیسر حافظ محمد عبدالباری صدیقی سے پیرامندی کرا کے علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری کے فاضلانہ عربی مقدمہ کے ساتھ اس ادارے نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ قتادسے رضویہ کی جلد اول کو یہ ادارہ تخریج حوالہ جات، عربی عبارات کے ترجمے اور پیرامندی کے بعد شائع کر رہا ہے۔ یہ ادارہ امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والوں کی علمی اعانت بھی کرتا ہے۔

مکتبہ قادریہ

جامعہ نظامیہ ہی میں مکتبہ قادریہ کے نام سے ایک ادارہ قائم

ہے جو عرصہ دراز سے اہل سنت کا لٹریچر شائع کر رہا ہے اور فروخت بھی کر رہا ہے اس ادارے کی اشاعتی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

پاک، وسند کے دینی دارالعلوم اور اسلامی جامعات میں جو کام ہو رہے وہ

ایک الگ تحقیقی مقالے کا متقاضی ہے، کوئی فاضل اس طرف توجہ فرمائیں۔

پاکستان میں دارالعلوم امجدیہ (کراچی) اور دارالعلوم نعیمیہ (کراچی) کے اساتذہ

نے بھی امام احمد رضا پر کام کیا ہے۔ مفتی سید شجاعت علی قادری نے سب سے پہلے امام احمد رضا کی عربی سوانح پیش کی جس کا عنوان ہے :-

”در محبتہ الامام“

یہ سوانح کراچی اور لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے

فتاویٰ رضویہ کا فاضلانہ مقدمہ لکھا اور امام احمد رضا کے متعدد رسائل مدون کئے۔

جو کراچی اور لاہور سے شائع ہو گئے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد اطہر نعیمی، مولانا

غلام رسول سعیدی نے بھی امام احمد رضا پر مقالات لکھے ہیں۔ چاروں حضرات کا تعلق

اس وقت دارالعلوم نعیمیہ (کراچی) سے ہے۔

قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

قائد اعظم یونیورسٹی کے ایک فاضل استاذ ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل، امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بند کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

مولانا احمد رضا خان کی عظیم شخصیت سے بھلا کون واقف نہیں، انہوں نے اپنے دور میں اپنے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ ہماری قی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

(محمد میا صاحب چشتی، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۵)

جناب مجیب احمد صاحب جوئیئر، ریسرچ اسٹنٹ شعبہ تاریخ، قائد اعظم یونیورسٹی امام احمد رضا کے متبعین اور ہم فکر اور ہم عقیدہ علمائے اہل سنت کی سیاسی و مذہبی تنظیم پر مندرجہ ذیل عنوان سے ایم۔ فل کے لیے تحقیق کر رہے ہیں :-
”جمعیتہ علماء پاکستان“

(۱۹۸۸ء سے ۱۹۸۹ء تک)

بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

بلوچستان یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور مشہور اسکالر پروفیسر کمرالحسن صاحب امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

میں ان کی شخصیت سے اسوجہ سے متاثر ہوں کہ انہوں نے علم و عمل میں عشق رسول کو وہ مرکزی مقام دیا ہے جس کے بغیر تمام دین حبس ہے روح کی مانند ہے۔“

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ بنیادی سائنس کے پروفیسر ابرار حسین صاحب امام احمد رضا سے متاثر نظر آتے ہیں موصوفے جمیس پراگ کی علم ریاضی سے متعلق ایک کتاب (مطبوعہ لندن ۱۹۸۱ء) کے اردو ترجمے پر امام احمد رضا کے حواشی کا جائزہ لیتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ قلم بند کیا ہے :-

”رسالہ در علم لوگائٹم کے چند حواشی“

(مطبوعہ معارف رضا، کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۲۰-۲۴)

پروفیسر موصوف اس مقالے کا آغاز اس طرح کرتے ہیں :-

دوام احمد رضا کو کم و بیش بچپن معلوم پروفیسر موصوف صاحب تھے ان میں سے تقریباً ۳۴ مضمون انہوں نے ذاتی مطالعہ سے حاصل کئے۔ علم ریاضی میں ان کی حیثیت مسلم مولوی ظفر الدین بہاری کی مرتب کردہ فہرست تصانیف اعظمی میں بیہتر کا تعلق علم ریاضی سے ہے۔ (معارف رضا، ص ۲۰)

راقم کے نام ایک مکتوب میں پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

”میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ ریاضی کے میدان میں اعلیٰ حضرت کا مقام بہت بلند ہے۔“

(مکتوب نحرہ ۹ اپریل ۱۹۸۰ء)

پروفیسر ابرار حسین صاحب ”نور مبین در رد حرکت زمین“ پر کام کر رہے ہیں تاکہ مغرب دنیا میں امام احمد رضا کے اس علمی کا نامہ کو تعارف کرایا جائے۔ پروفیسر موصوف نے مندرجہ بالا مقالہ کے علاوہ مندرجہ ذیل مقالات بھی قلمبند کئے ہیں :-

۱۔ استخراج لوغائٹات اور اعلیٰ حضرت - (معارف رضا ۱۹۸۲ء، ص ۲۰۹)

۲۔ امام احمد رضا کا مقدمہ فوز مبین - (معارف رضا ۱۹۸۵ء، ص ۸۸)

۳ امام احمد رضا ایک ماہر علم ریاضی کی حیثیت سے - (معارف رضا ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۹)
۴ امام اہل سنت کا نظریہ تدوین جزر - (معارف رضا ۱۹۸۶ء، ص ۸۱)

ہندوستان

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبہ عربی اور دین نمائندگی آف آرٹس ڈاکٹر
نثار الدین احمد آرزو نے امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :-

”امام احمد کا تحقیقی جائزہ“

یہ مقالہ ماہنامہ المیزان (مبئی) کے امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۶۶ء) میں شائع
ہوا۔ (ص ۳۳۱-۳۳۶)۔ اسی یونیورسٹی کے ایک فائسل ڈاکٹر حامد علی خاں لکھتے ہیں :-

”آپ ہی جیسے ستودہ صفات سے متصف انسان کے لئے بجا طور

پر شاعر مشرق علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا جا سکتا ہے

ہزاروں سال نگہ اپنی بے فوری پہ روتی ہے

بڑی شکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ در پیدا

آپ اپنی متنوع حیثیات سے منفرد تھے اور آپ کی ہستی کو صفات حسنہ

کی جامع شخصیت کہا جا سکتا ہے لہذا آپ کے بارے میں غامد فرسائی

کرنے کا ارادہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اگر آپ کے حالات زندگی،

مشاغل حیات اور عمل کارناموں وغیرہ پر کوئی اکیڈمی لگن کے ساتھ

کام کرے تو تحقیق کا کچھ حق ادا ہو سکتا ہے۔“

المیزان (مبئی) امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۶۶ء (ص ۴۴۵)

مسلم یونیورسٹی کے ایک اور استاد ڈاکٹر نسیم قریشی نے بھی امام احمد رضا

Handwritten notes in Urdu, likely a commentary or continuation of the text on the left page. The notes are dense and cover the bottom half of the right page.

پر انجبار خیال کیا ہے اور قبیلہ اہل دل کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں امام احمد رضا کے مشہور خط

کوئٹہ کے دل پر جو کچھ گزری اس کو نہایت ہی دل نشین اور دل پذیر انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

دو طبیعت بنے اختیار و جد گرائی، ذہن کے دستِ بیکے بہارِ ابد کی جنتِ ناز
ہوا و دل کے لئے کھل گئے، وجود کا ذوقِ ذرہ سماپِ سرمدی کی سرشارِ یوں
میں ڈوب گیا — کیا نغمہ! — کیا نظم! — کیا والہانہ سلام
لفظِ ربیان کے پیچِ دُخم ہیں کہ تیارِ مندی کی تہِ درتہہ کیفیتوں میں لبک
اٹھے جس معنی ہے کہ حقِ عقیقت میں سمو کرِ زمزمہ داؤدی کے پیکر میں ٹھل
گیا ہے۔ سرورِ کائنات کے حضورِ شرفِ باریابی حاصل ہے — نوائے
شوق، نغمہ والہانہ بن گئی ہے — ذوقِ فدائیتِ شبابِ پرستہ
شتیتگی و نیازِ کیش — ہمہ آواز، ہمہ ضرور و مستانہ ہمہ ارتعاش،
قلبِ مضطر ہو گیا — روحانی سرمستی کے عالم میں حضرتِ رضا
خدا شیبانی کی زبانِ حقیقت ترجمان سے جو لفظ نکلا ہے، بارِ کامرانی
کا سدا بہار پھول بن گیا ہے۔“

(المیزان (مبہنی) امام احمد رضا نمبر ۵۴۹)

صدر شعبہ اُردو سلم یونیورسٹی ڈاکٹر فیصل الرحمن اعظمی، مرکزی مجلس ہذا کے صدر محترم
حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

”حضرت کے کلام کے متعلق بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ ہر ایک اعتبار سے ایک بلند مرتبہ شاعر ہیں۔۔۔۔۔۔ اور وہی نعتیہ شاعری کا کوئی حساب نثر حضرت کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔“

(محمد حسین اختر مصباحی، امام احمد رضا، در باب علم و دانش کی فطریں مطلوبہ الہیہ آباد
۱۹۶۶ء، ص ۱۱۵)۔

جناب محمود حسین بریلوی دسبرج اسکا لرشعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ پروفیسر
ڈاکٹر عبداللہ الدینی (مدینہ) لرشعبہ عربی کی نگرانی میں مندرجہ موضوع پر عربی میں مقالہ لکھ رہے
ہیں۔

Maulana Ahmad Raza

Khan's Contribution

To Arabic Language

and Literature

جناب محمد شاہد اسلم دیوبندی (ریسرچ اسکالر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) مندرجہ ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کر رہے ہیں:-
 "سائنس قرآن کے آئینے میں"

موصوف کو جب جناب محمود حسین بریلوی (ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) نے امام احمد رضا کی طرف متوجہ کیا تو انھوں نے اپنے مقالے میں امام احمد رضا کے افکار سے استفادہ کیا۔ امام احمد رضا پاک و ہند کے غالباً پہلے دانشور عالم ہیں جنہوں نے سرسید احمد خاں کے اس طرز عمل کے خلاف کہ سائنس کی روشنی میں قرآن کو پرکھا جائے، یہ نظریہ پیش کیا کہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھا جائے۔ کیوں کہ یہ ایک ازلی اورابدی حقیقت ہے۔

----- جناب محمود حسین بریلوی راقم کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:-

مقالہ یعنی ان :-

”امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ“

پیش کیا۔ موصوف اس تحقیقی مقالے کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور اپنے تحقیقی مقالے میں آپ کے ادبی مقالے سے

الباب الخامس	احوال و آثار
الباب السادس	معاصرین، تلامذہ اور متبعین
الباب السابع	نقد اسلامی میں اعلیٰ حضرت کی خدمات
الباب الثامن	کتابیات

اس مقالے کے مطالعہ سے امام احمد رضا کے مقام فقہیت کا تعین ممکن ہے۔
ہندوستان میں امام احمد رضا پر یہ پہلی کامیاب و دقیق کوشش ہے اور
قابل مطالعہ۔

گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور

گورکھپور یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کے اُستاد ڈاکٹر سلام سندیلوی نے
امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :-
” مذہبی شاعری میں صداقت کے عناصر “

یہ مقالہ المیزان (امام احمد رضا نمبر) میں شامل ہے (ص ۴۳-۴۶) اس
میں ڈاکٹر سندیلوی لکھتے ہیں :-

” دو مگر جہاں تک امام احمد رضا کی شاعری کا تعلق ہے وہ رسمی یا ردائی
نہیں ہے۔ آپ کو مذہب سے زبردست علاقہ تھا۔ آپ کو فرنگیانِ دین
سے عقیدت تھی۔ آپ حبِ رسول میں غرق تھے اسلئے آپ کی شاعری
میں صداقت موجود ہے۔ آپ کی شخصیت اور شاعری میں فاصلہ نہیں ہے
بلکہ آپ کی شخصیت آپ کی شاعری ہے اور آپ کی شاعری آپ کی
شخصیت۔ شخصیت اور شاعری میں اس قدر گہری ہم آہنگی اُردو
کے چند ہی شعرا کے پاس ملے گی۔ “

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۴۶)

گورکھپور یونیورسٹی کے ڈاکٹر رفیع الدین نے اُردو کی نعتیہ شاعری پر ایک نظر

یہ کتاب لکھی ہے اس میں امام احمد رضا کا ذکر ہے۔

بڑودہ یونیورسٹی، بڑودہ

بڑودہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر وحید اشرف نے مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ
لکھا ہے :-

” امام احمد رضا کی اُردو فارسی شاعری “

یہ مقالہ ” المیزان “ کے امام احمد رضا نمبر میں شامل ہے (ص ۴۵، ۴۶)
اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں :-

” دو ایک ایسا شخص جس نے معقولات و منقولات کی اکثر اصناف میں اپنی
بندنی فکر، جود و ذہن اور ندرت و جدت کا ثبوت دیا جو اور
جن کی تصانیف سینکڑوں کی تعداد میں پہنچتی ہوں، اس سے یہ ظاہر
ہے کہ وہ شاعری کے اندر فن سے بھی پوری طرح عہدہ بردار ہو سکتا
ہے، عجائبات میں سے ہے۔ ایسی صورت، ایک شخصیت اور نظر
آئی ہے جس نے علوم معقولات میں زندگی گزارنے کے باوجود
شاعری کا ایک بالکل نمونہ چھوڑا ہے۔ اگرچہ ضخامت کے اعتبار
سے بہت ہی کم ہے اور وہ ہے عجب و جس کی رباعیات فن اور
فکر کا مکمل نمونہ ہیں۔ لیکن امام احمد رضا کے حالات اور ان کے
علمی کارناموں کا حباب گرہ لیا جائے تو ان کے مقابل عمر خیام کو نہیں
لیا جاسکتا۔ “

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۴۵-۴۶)

جیلپور یونیورسٹی، جیل پور

جیل پور یونیورسٹی میں ایک ریسرچ اسکالر آنسہ ظہیرہ قادری امام احمد رضا کا

کی نعتیہ شاعری پر پی ایچ ڈی کر دی ہیں اس کی اطلاع موصوف کے جہاد مجیدی محمد علی صاحب نے
جیل پوری سے ایک مکتوب میں دی تھی۔ مقالہ منور زیر تہ دین ہے۔
(افسوس بعض موانع کی وجہ سے وہ مقالہ مکمل نہ کر سکے۔)

کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ

پروفیسر شاہد اختر حبیبی، استاد شعبہ اُردو، ہنگلی ٹنن کالج، ہنگلی دھارت،
کلکتہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی اُردو شاعری پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد دکن

جناب پروفیسر حافظ محمد سمیع الدین صاحب (شعبہ عربی) نورید جو نیئر کالج
حیدرآباد دکن عثمانیہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی عربی شاعری پر ایم۔ فل
کر رہے ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کلکتہ

ناظم ندوۃ العلماء مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنے والد حکیم عبدالحی لکھنوی مرحوم کی عربی
تصنیف ”نزهۃ الخواطر“ کی آٹھویں جلد کو منظر کیا ہے اس میں موصوف نے امام احمد رضا
کے متعلق تفسیری اور تنقیدی کلمات کہے ہیں۔ ایک جگہ موصوف لکھتے ہیں:-
(ترجمہ عربی)

”علمائے چار سے بعض فقہی اور کلامی مسائل میں مذکورہ دو تبادلہ خیالات
کیا۔ جرین کے اثنائے قیام میں انہوں نے بعض رسائل لکھے اور علمائے
حسین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جواب دیئے
وہ حضرات آپ کے دنیوی علم، فقہی متون و اخلاقی مسائل پر وقت نظر
و وسعت معلومات، سرعت تحریر اور ذکاوت طبع سے حیران رہ گئے۔“
(نزهۃ الخواطر، جلد ثامن، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۱۱۱)

جامعہ ملیہ دہلی

جامعہ ملیہ کے بانی مولانا محمد علی جوہر امام احمد رضا سے عقیدت رکھتے تھے مگر
تحریک خلافت کے سلسلے میں دونوں میں نظریاتی اختلاف تھا۔ مولانا محمد علی نے
اخبار خلافت (بمئی شمارہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء، ص ۱۷) میں بقول مولانا سید نظامی
اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالباقی فرنگی عسکری کے
مرید تھے۔

جامعہ ملیہ کے شعبہ تاریخ کے ایک استاد سید جمال الدین نے ۱۹۷۹ء میں
انگریزی میں ایک مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے:-

”تحریک خلافت و تحریک ترک موالات اور بریلوی حضرات“

اس میں انہوں نے امام احمد رضا کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا ہے ایک جگہ
دیکھتے ہیں:-

(ترجمہ انگریزی) انہوں نے قبروں کو سجدہ کرنے سے منع کیا، انہوں نے
(بہ کسی جواز کے) قبروں پر چراغاں کو فغول خرچہ نہ کیا۔ انہوں نے عورتوں
کو قبروں پر جلنے سے روکا، انہوں نے فرمایا کہ مرشد کو عالم شریعت ہونا چاہیے۔
ورنہ وہ ادا مودنواہی سے محروم و اقیفیت کی بنا پر گمراہ ہو سکتا ہے۔ انہوں

نے حضورِ مصطفیٰ ﷺ کے مزارِ اقدس پر حاضری کے وقت زائر کو طواف و
سجدہ سے روکا ہے لیکن شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے متبعین کے ایسے
خیالات کے خلاف جس کو وہ کفر خیال کرتے تھے ان کی جنگ بہت شدید
تھی۔ (مقالہ نائپ شدہ کاپی، مملوکہ راقم اس پر)

جامعہ ملیہ کے ایک اور استاد اور ریسرچ اسکالر مفتی محمد محمود احمد نے بھی امام
احمد رضا کی طرف توجہ کی ہے۔ ان کے استاذِ ازالہ ساذہ میں مولوی انور شاہ کشمیری،
مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی حسین احمد دیوبندی وغیرہ ہیں۔ جب موصوف نے
راقم کی تالیف :-

”فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں“

درمطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء) مطالعہ کی تو ایک مکتوب میں لکھا :-

”سنا میں نے بھی یہی تھا کہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ بہت سہل مزاج اور کرخت پسند تھے۔ موصوف کے
بارے میں میں صرف اتنا جانتا ہوں، ان کا غائبانہ احترام ضرور دل
میں تھا لیکن علمائے دیوبند سے علمیت اور فقاحت میں ان کا درجہ
کم سمجھتا تھا۔ آج میں نے آپ کا تحقیقی مقالہ باتمام و اکمال پڑھ لیا تو ساری
غلط فہمیوں کے پردوں کو زائل ہوتا دیکھ کر خوشی ہوئی۔“

۱ مکتوب مجرہ ۳ جنوری ۱۹۶۵ء بنام راقم الحروف

اسی مکتوب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

حقیقت یہ ہے کہ آپ میں وہ خوبیاں پائی جاتی تھیں کہ آپ کو ”مجدد
ماۃ الحاضرہ“ کہا جاتا۔ بیشک مولانا احمد رضا خان صاحب ایک جلیل القدر
والمنزہ عالم باعمل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر وہ صفات عالیہ
ودیانت کی تھیں جن کی اُس زمانے میں ضرورت تھی۔ عقل حیران و پریشان
ہے کہ معاصرین علماء دیوبند نے آپ کی شخصیت کو کس بے دردی، احسان

لر، روشی اور غیر عالمانہ انداز میں قصر گنہامی میں گزرا۔ میں نے یہ، حسین احمد
صاحب مدنی کی تصنیفات اور مکتوبات وغیرہ پڑھے ہیں یہیں ریبرٹ
کتاب راشہاب اشاقب میں آپ نے جس غیر عالمانہ انداز میں بحث
فرمائی ہے وہ شایانِ شانِ عالم ہرگز نہیں۔
(مکتوب مجرہ ۳ جنوری ۱۹۶۵ء)

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

جامعہ اشرفیہ میں چند فعال نوجوان امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں، اس جامعہ
کے ایک استاد مولانا محمد حسین اختر مصباحی نے ایک کتاب مندرجہ ذیل عنوان سے
لکھی ہے :-

”امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں“

(مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۶۶ء)

اس کتاب میں انہوں نے عیسٰی دھرم کے بہت سے فضلاء کے تاثرات جمع کئے
ہیں اور اس پر امام احمد رضا کا ایک ذلیع تعارف لکھا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ
موصوف نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے :-

”امام احمد رضا اور تہذیب و عادات و منکرات“

یہ کتاب عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ جامعہ اشرفیہ کے ایک اور استاذ
مولانا افتخار احمد قادری نے امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسالے کو عربی میں منتقل کیا ہے
اور اس پر عربی میں امام احمد رضا کے حالات و افکار کا اضافہ کیا ہے۔

در الفضل الموسوی فی معنی اذ اصح الحدیث فہو نہ ہی

د ۱۳۱۳ھ

یہ رسالہ مرکزی مجلسِ رضائے ۱۹۶۵ء میں لاہور سے شائع کیا ہے۔

ایک اور اہم کام جو یہ ادارہ کر رہا ہے امام احمد رضا کے حاشیہ شامی کی تدوین ہے یہ حاشیہ عربی میں ہے عنوان ہے:-

جد الممتار علی رد المختار

یہ حاشیہ پانچ جلدوں میں ہے۔ اس کا پہلا حصہ حیدر آباد کن میں زیر طباعت ہے اس میں جامعہ اشرفیہ کے فضلاء نے امام احمد رضا کے فقہی مقام جد الممتار کی خصوصیات، علامہ شامی کے حالات، امام احمد رضا کی مختصر سوانح وغیرہ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کاوش میں مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا عبدالمسین نعمانی اور مولانا فقار احمد قادری کا نمایاں کردار ہے۔

راقم الحروف کی تالیف:-

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

کا چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں الہ آباد سے چھپ کر جامعہ اشرفیہ سے شائع ہوا۔ اس پر جامعہ کے رکن مولانا محمد احمد مصباحی نے تعارف لکھا ہے۔ جامعہ اشرفیہ کے ایک اور فاضل مولانا عبدالمسین نعمانی مندرجہ ذیل کتابیں مدون کر رہے ہیں:-

۱۔ ارشادات اعلیٰ حضرت ۲۔ تصنیفات امام احمد رضا

جامعہ کے فضلاء و اساتذہ تو کام کر رہے ہیں، طلبہ میں بھی جذبے کی کمی نہیں بعض طلبہ نے محدود وسائل کے باوجود امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسائل شائع کرائے ہیں:-

۱۔ المنیہ بوصل الحبيب الى العرش والروية (۱۳۲۰ھ) (جماعت ٹاٹہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۲۔ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام (۱۳۱۵ھ) (جماعت خلاش)

۳۔ بدر الانوار فی انوار الامار (۱۳۲۳ھ) (جماعت ٹاٹہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۴۔ صفائح اللکین فی کون التصانف، مکتبی الہدین (۱۳۰۶ھ) (جماعت رابعہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۵۔ خیر المال فی حکم الکسب وال سوال (۱۳۱۸ھ) (جماعت خامہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۶۔ صلات الصلاۃ فی نور المصطفیٰ (۱۳۲۹ھ) (جماعت خامہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۷۔ ۱۶۲۱ء الاربعین نے سید الحبیبین (۱۳۰۵ھ) (جماعت خامہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

۸۔ وشرح الجید فی تحلیل معانی العید (۱۳۱۲ھ) (جماعت خامہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء)

(ترتیب و تخیل محمد احمد اعظمی)

مندرجہ بالا رسائل کے علاوہ حقوق اولاد، حقوق والدین، خلافت صدیق و علی (رضی اللہ عنہما) تخلیق ملائکہ، ذبیحہ اولیاء وغیرہ مختلف موضوعات سے متعلق امام احمد رضا کے رسائل جامعہ اشرفیہ نے شائع کئے ہیں۔ اس جامعہ کے استاد اور طلبہ امام احمد رضا کی تعلیمات اور افکار کی اشاعت میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ اس جامعہ کے رکن علامہ محمد احمد مصباحی نے امام احمد رضا کے حالات پر عربی میں ایک مقالہ قلمبند کیا جو ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے سہ ماہی عربی مجلہ الدراسات الاسلامیہ کے شمارے مارچ اپریل ۱۹۸۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا محمد احمد مصباحی نے "امام احمد رضا اور تصوف" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۹۸۸ء میں ہندوستان سے اور ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے شائع ہو گئی ہے۔

مولانا سراج احمد قادری (پرنسپل مدرسہ زینت الاسلام، احرودھا، کانپور) بھی "امام احمد رضا کی علوم جدیدہ میں مہارت" پر ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب محمد افتخار احمد صاحب (کدوی، آندھرا پردیش) امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے ہیں۔

جواہر لال نہرو یونیورسٹی، بھارت

جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے ایک سینئر ریڈر ڈاکٹر فیضان اللہ فاروقی کا ایک تحقیقی مقالہ سہ ماہی ثقافتہ الهند (آزاد بھون، نئی دہلی) سے قسط وار شائع ہونے والا ہے۔ اس مقالے میں امام احمد رضا کی شخصیت پر کافی مواد ہے۔ علامہ مفتی محمد کرم احمد صاحب شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی نے امام احمد رضا کے بارے میں ڈاکٹر فیضان اللہ فاروقی کے تاثرات کا ان کے اپنے الفاظ میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

میں نے مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف اور تالیفات کو غور سے پڑھا ہے اور میرے مقالے میں اس عظیم شخصیت پر کافی کام موجود ہے۔ مولانا بریلوی کا فقہی تبحر اور منقولات و معقولات میں کیساں صبر و اور اس کا حسین امتزاج جتنا ان کے باب ہے اُس کی نظیر محدثین میں نہیں ملتی۔ میں تو خود ان کے علم و فضل کا معترف ہوں۔
مکتوب مؤرخہ ۱۹۹۹ء از دہلی بنام راقم الحروف۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جا

حالات افکار و اصلاحی کارناما

تحقیقی مقالہ

برائے

پی. ایچ. ڈی ڈگری

سینئر یونیورسٹی چامشورو

نگران

پروفیسر ڈاکٹر محمد علی قادری

دین فیکلٹی آف آرٹس

سینئر یونیورسٹی چامشورو

مقالہ نگار

حافظ عبدالباری مدنی

(ایم ای (معارف اسلامیہ)

(ایم ای (عربی)

امریکہ

کیلیفورنیا یونیورسٹی، برکلے

کیلیفورنیا یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا ٹسکٹ نے ۱۹۹۴ء میں انگریزی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا عنوان تھا :-

”ہندوستان میں مذہبی قیادت ۱۸۹۰ء تا ۱۹۰۰ء“

اس کتاب کے ایک باب میں موصوفہ نے امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے، موصوفہ کے سامنے مطلوبہ مواد نہ تھا اسلئے انہوں نے بعض مقامات پر حقیقی غلطیاں کی ہیں۔ پھر بھی جو کچھ لکھا ہے قابل مطالعہ ہے وہ ایک جگہ لکھتی ہیں :-

(ترجمہ انگریزی)

”وہ خلوت کو پسند کیا کرتے تھے اور جب وہ باہر آتے تھے تو لوگ ان کو ہاتھ لگانے کے لئے پکارتے تھے، کوئی ان کا ہاتھ چومتا تھا اور کوئی پیر..... احمد رضا نے ایک سرپرست کی حیثیت اپنا کر دارا داکیا۔ ان کا کردار اہل دیوبند کے کردار سے مختلف رہا چونکہ علما نے دیوبند کے پاس انعام و اکرام تقسیم کرنے کے ذرائع نہ تھے اور نہ ان کی طبیعت کا میلان ہی اس طرف تھا بر خلاف ان کے احمد رضا عید پر اپنے طلبہ کو کھفے دیا کرتے تھے، سبھی تقریب میں ان کی دعوتیں کرتے..... ان کے ارد گرد ہندوستان کے بہت سے طلبہ جمع تھے“ (فوٹو اسٹیٹ کاپی، مملوکہ راقم الحروف)

کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک

تاریخ ہندوستان کی ایک ہندو طالبہ اوشا سانیال کولمبیا یونیورسٹی سے
— "بریلوی تحریک" پر ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ ان کے مقالے

کا عنوان ہے : A History of the Berelwi

Movement in British India

1900 - 1947

موصوفہ نے ۱۹۸۵ء میں چکاگو میں مطالعہ ہندوستان کے ادارے :

"امریکی ادارہ برائے ہندوستانی مطالعات"

میں مقالے کا خاکہ پیش کیا۔ جو ۱۹۸۲ء میں منظور ہوا۔ اس ادارے کے مالی تعاون
سے یونیورسٹی مذکور کے شعبہ تاریخ سے اوشا سانیال ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔
۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء میں ہندوستان اور پاکستان کا تفصیلی دورہ کر کے انہوں
نے مواد حاصل کیا ہے اور اب وہ امریکہ میں تحقیق کر رہی ہیں۔ انہوں نے

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ وہ یہ تحقیقی مقالہ ۱۹۹۰ء تک مکمل کر لیں گی۔ فاضلہ موصوفہ
مرکس میں ایک بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کے لئے گئی تھیں جہاں انہوں نے اپنے

مقالے کا تعارف کرایا۔ ————— حال ہی میں موصوفہ نے اطلاع دی ہے کہ

ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے

افریقہ

ڈربے یونیورسٹی، ڈربن

پروفیسر ڈاکٹر حبیب الحق ندوی (صدر شعبہ السنۃ شرقیہ) نے اٹھائیس اور
انیسویں صدی میں اٹھنے والی اسلامی تجدیدی تحریکوں کا ایک تحقیقی مقالے میں
تتبعی جائزہ پیش کیا ہے۔ عنوان ہے :-

Islamic Resurgent

Movements etc (Durban : 1987)

یہ کتاب رضا اکیڈمی، ڈربن کے ڈائریکٹر مولانا عبدالباقی کی عنایت سے ملی۔
۳۸۰ صفحات کی اس کتاب میں امام احمد رضا کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے مگر ان
کے ساتھ انصاف نہ کیا جاسکا، بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ فاضلہ موصوفہ
مواد نہ مل سکا۔ پھر بھی انہوں نے امام احمد رضا کے چیدہ چیدہ واقعات "ماہ و سال"
کے عنوان سے پیش کئے ہیں۔ (ص ۳۵۰-۳۶۷) اس کے علاوہ امام احمد رضا کی تعارف
پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ (ص ۳۶۸) —



انگلستان

لندن یونیورسٹی، لندن

لندن یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی نے ایک بڑا کام یہ کیا کہ ۱۹۷۷ء میں امام احمد رضا کے اردو ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا۔ یہ کام انہوں نے کویت یونیورسٹی کے زمانہ قیام میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ لاہور اور انگلستان سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر موصوف ۱۹۸۰ء میں پاکستان آئے تھے۔ کراچی میں راقم کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ جب میں ترجمہ مکمل کر چکا تو ایک عیسائی فاضل سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ میں سلام کا مطالعہ کر رہا ہوں، تشریف کریم کے بہت سے انگریزی ترجمے دیکھے مگر دل کو اطمینان نہیں ہوا۔ پروفیسر صاحب نے جواب فرمایا کہ میں نے ایک ترجمہ کیا ہے اسکو بھی پڑھیں۔ چنانچہ مسودہ اسکو دے دیا گیا۔ جب وہ عیسائی فاضل یہ ترجمہ پڑھ چکا تو اتنا متاثر ہوا کہ مشرف باسلام ہو گیا۔

ڈاکٹر فاطمی صاحب امام احمد رضا کی تصانیف الدولۃ المکیۃ، حجام البحرین اور کف البقیۃ کی روشنی میں انگریزی میں متعدد مقالات لکھ رہے ہیں ایک دن وہ اسلام کا تصور علم، کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔

نیوکاسل یونیورسٹی، نیوکاسل

نیوکاسل یونیورسٹی کے ایک فاضل پروفیسر غیاث الدین نے ایک اہم کام یہ کیا

امام احمد رضا کے مشہور سلام کے ۱۱۶۹ اشعار کا انگریزی ترجمہ منظوم ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ان اشعار کے ساتھ لاہور سے شائع ہو گیا ہے۔ پروفیسر صاحب دوسرا کام کر رہے ہیں کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت کو انگریزی میں منتقل کر رہے ہیں چنانچہ وہ ایک کتاب میں لکھتے ہیں :-

”میں نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ملفوظات کے پہلے حصہ کا ترجمہ کرنا شروع کیا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ترجمہ اہل علم و بصیرت کی نظر میں معیاری ثابت ہو“

(مکتوب تحریر یکم مارچ ۱۹۸۰ء بنام راقم الحروف)
پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا کی شاعری پر ایک مضمون لکھا تھا جو انہیں ایس ایچ انٹرنیشنل کراچی، شمارہ مئی ۱۹۸۱ء، ص ۳۵، ۳۶، ۳۷ میں شائع ہو چکا ہے اس میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں :-

(ترجمہ انگریزی)
”دشمنیت سلامیہ کے صرف حنفی مکتب کے مسائل میں انہوں نے جس ذہن رسا کا ثبوت دیا ہے اس سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کو فضل و کمال کی بلند ترین سند پر بٹھایا جائے وہ جو دست طبع اور وسعت علم کے مالک تھے۔ ان کی نگاہ کی تیزی اور صفائی ایک عظیم ذہن کی خاص علامت ہے“

(دی میسج انٹرنیشنل، مئی ۱۹۸۱ء، ص ۴۴)

پروفیسر غیاث الدین قریشی امام احمد رضا کی کتاب ”تہذیب ایمان“ یا بات قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا ہے۔ وہ مدائن بحثش کا بھی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کے تراجم اور نگارشات رضا اکیڈمی، لاہور کے مجلے، اسلامک ٹائمز، میں باہر شائع ہو رہی ہیں۔

برمنگھم یونیورسٹی، انگلستان

پروفیسر غیاث الدین قریشی صاحب کو برمنگھم یونیورسٹی اور نیوکاسل یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی مذہبی شاعری پر ڈاکٹریٹ کے لیے پیشکش ملی ہے

موصوف نے بزمگھم یونیورسٹی میں عنوان تحقیق :-
 "امام احمد رضا کی مذہبی شاعری"

پیش کیا ہے، جو بحمد اللہ منظور ہو گیا ہے اور انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر ٹرال کی نگرانی میں پڑ
 شروع کر دیا ہے۔ ڈاکٹر ٹرال نے بزمگھم یونیورسٹی کی لائبریری میں امام احمد رضا کی تصانیف
 اور امام احمد رضا کے کتابوں پر مشتمل ایک سلیکشن قائم کرنے کی بھی پیشکش کی ہے۔ چنانچہ ان
 کتابوں کی ایک فہرست پیش کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر ڈیوٹر ٹرال کو امام احمد رضا کی حیات و انکار اور شاعری سے جو دلچسپی رہی
 اس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو انہوں نے بزمگھم یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان ایف
 سائیر کو ارسال کیا ہے۔ یہاں ہم اس مکتوب کا ایک حصہ پیش کرتے ہیں۔

۲ اگست ۱۹۸۶ء

ڈیر پروفیسر سائیر

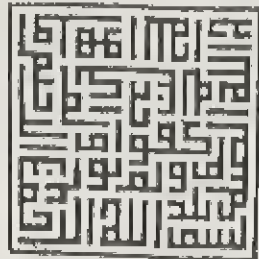
آپ کے مکتوب محترمہ یکم اگست ۱۹۸۶ء کا نہایت ہی ممنون ہوں۔ میں نے
 یکم جولائی سے مرکز میں کام شروع کر دیا ہے۔ پروفیسر غیاث الدین قریشی کے دیرین
 پراجیکٹ کے بارے میں معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی۔ امام احمد رضا خاں اور انڈوسلم برٹوی
 مکتبہ فتنہ کا ایک ایسا موضوع ہے جس سے مجھے دلچسپی رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے

۱۔ یہ خط بزمگھم یونیورسٹی کے فاضل ڈاکٹر ڈیوٹر ٹرال نے نیو کالج ہل یونیورسٹی، کے
 ڈاکٹر جان ایف۔ سائیر کو ارسال کیا تھا۔

۲۔ مرکز مطالعہ اسلام بزمگھم، انگلینڈ

۳۔ پروفیسر غیاث الدین قریشی، ادب انگریزی کے استاد ہیں اور بزمگھم،
 نیو کالج یونیورسٹی سے متعلق ہیں۔

مرکز میں رہا۔ جہاں امام احمد رضا خاں مدفون ہیں جو آج بھی اس مکتبہ فتنہ کا ایک
 مرکز ہے۔ امام احمد رضا کی اردو تصانیف اور ان کے بارے میں کتابیں بھی اپنے ساتھ لایا
 ہوں۔ کوئٹہ یونیورسٹی میں بھی ایک طالبہ احمد رضا خاں کے مذہبی افکار پر کام کر رہی
 ہیں۔ وہ ہندوستان آئی تھیں۔ ان سے مجھے کچھ باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے بھی ان
 کو بعض تجاویز دیں۔ مختصر یہ کہ اس موضوع سے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ
 ایک اچھا خیال ہے۔ امام احمد رضا خاں کی مذہبی شاعری پر تحقیق کو مرکز کیا جائے۔ اس سے
 ضروری تفصیلات اور توضیحات فراہم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ اردو بولنے والے
 برصغیر پاک و ہند میں ہر دیندار مسلمان شاعر کو اہمیت دیتا ہوں۔ اس لیے شاعری
 کے بارے میں یہ زاویہ نگاہ ان کی معتقداتی ذہنیت کی صاف واضح تصویر پیش کر سکیگا۔
 اور یہی وہ کچھ ہوگا جو اس قسم کی تحقیق سے کوئی بھی امید رکھ سکتا ہے۔ الخ



۱۔ آگے چل کر ڈاکٹر ٹرال نے اس موضوع کے متعلق دو مرتبہ امور پر گفتگو کی ہے اور یہ پیشکش
 کی ہے کہ پروفیسر غیاث الدین قریشی اپنے موضوع پر ان کی نگرانی میں ان کے ادارے سے
 کام کریں۔ مسعود

ہالینڈ

لیڈن یونیورسٹی، لیڈن

پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان (شعبہ علوم اسلامیہ) لیڈن یونیورسٹی کے سن رسیدہ فاضل ہیں۔ موصوف ۱۹۷۲ء تک امام احمد رضا کی شخصیت اور علمیت سے قطعاً واقف نہ تھے۔ پھر جب راقم نے متوجہ کیا اور انھوں نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو نہایت ہی متاثر ہوئے۔ مندرجہ ذیل تاثرات سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

”احمد رضا خاں اپنے فتوؤں میں دلائل و شواہد پیش کرتے وقت جس وسعت مطالعہ کا اظہار فرماتے ہیں۔ میں اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔“

(مکتوب مورخہ ۲۱ / نومبر ۱۹۸۶ء)

تقیات پر احمد رضا خاں کی وسعت علم سے میں بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ بالعموم ان کے خیالات بہت متوازن ہوتے ہیں اور ایک اجنبی قاری کے لئے بھی معقول ہوتے ہیں۔

(مکتوب مورخہ ۱۱ / جون ۱۹۸۷ء)

ڈاکٹر بلیان نے ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے۔

”برصغیر کے مسلمانوں کی عائلی زندگی میں عورت کا مقام“

(بیسویں صدی کے مجموعہ ہائے فتاویٰ کی روشنی میں)

اس مقالے میں متعدد مقامات پر فتاویٰ رضویہ کے حوالے موجود ہیں۔ یہ کہ جو راقم نے ۱۹۸۶ء میں ہائیل برگ یونیورسٹی (مغربی جرمنی) میں ایک علمی کانفرنس میں پیش کیا تھا۔

ڈاکٹر بلیان بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لیے ۱۹۸۶ء میں پاکستان گئے۔ ایک روز کے لیے ٹھہرے بھی آئے۔ امام احمد رضا پر راقم نے جو ذخیرہ جمع کیا ہے اس کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

ڈاکٹر بلیان نے ہنگری کے دارالخلافہ بڈاپسٹ میں بھی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں مقالہ پیش کیا تھا۔ اس میں بھی امام احمد رضا کی تصانیف سے متعدد حوالے دیئے ہیں۔ اس کا عنوان ہے،

”مقبول عام تمدن پر علماء ہند کی آراء“

اسی طرح ساؤتھ ایشین اسٹڈیز سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر مارک گاربور یو کی دعوت پر پیرس (فرانس) میں ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا،

”وہابیہ کے خاص خاص موضوعات اور پاک و ہند کے مفتی“

اس مقالے میں کئی مقامات پر فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا کی دیگر تصانیف

کے حوالے ہیں۔

—=—

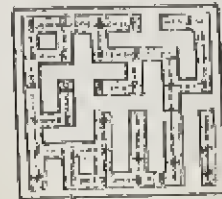
سعودی عرب

محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض

محمد بن سعود یونیورسٹی کے پرنسپل شریعہ شیعہ عبد الفلاح ابو فہدہ امام احمد رضا سے متاثر نظر آتے ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور، بھارت) کے استاذ مولانا محمد حسین غنیمی کو موصوف نے بتایا کہ وہ ایک دوست کے ساتھ سفر پر تیار تھے جو فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ فتاویٰ رضویہ کا ایک عربی فتوے انہوں نے بھی مطالعہ کیا۔۔۔۔۔ پھر کیا ہوا؟

”بھارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے ولال کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر ہو گیا اور اس ایک فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم و دلپسے و جہت کا زبردست فقیہ ہے۔“

۱۹۵۶ء
(محمد حسین اعظمی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الازہار، ص ۱۵۸)

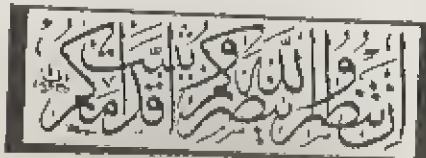


مصر

ازہر یونیورسٹی قاہرہ

ازہر یونیورسٹی کے ایک اہل حدیث فاضل ڈاکٹر محمد الدین الہادی نے عربی میں امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا تھا جو قاہرہ کے مشہور مجلہ ”صوت الشرق“ (شمارہ فروری ۱۹۵۶ء، ص ۱۶-۱۷) میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے نہایت جامعیت کے ساتھ امام احمد رضا کے علافت و انکسار و علمی آثار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ ایک جگہ کہتے ہیں۔
(ترجمہ عربی) مولانا احمد رضا کی تصنیفات تقریباً پچاس فنون میں ہیں۔

جن فنون پر آپ نے مدلل اور اتم و تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نامور علم زیجات (وہ جدول جن سے تاریخ کی رفتار پہچانی جاتی ہے) و جبر و مقابلہ و علم طبقات الارض ہے۔ مولانا احمد رضا نے اپنی زندگی میں جن فتاویٰ شرعیہ کو صادر فرمایا انہیں کتابی شکل میں جمع کر لیا گیا ہے۔ تقریباً بارہ جلدوں میں مشتمل ہے جس کا نام ”فتاویٰ رضویہ“ ہے۔
(بحوالہ النیران، امام احمد رضا نمبر، ص ۵۵)



افغانستان

کابل یونیورسٹی، کابل

کابل یونیورسٹی کے ایک جہاں دیدہ استاذ پروفیسر عبدالشکور شاد، اراکین مجلس رضا لاہور کے نام ایک مکتوب میں امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"علامہ موصوف کی تحقیقی کاوشیں اس قابل ہیں کہ تاریخ ثقافت اسلامی ہندوستان و پاکستان میں بالتفصیل ثبت ہوں اور تاریخ علم و فرہنگ افغانہ اور آریانہ وارڈ المعارف کو لازم ہے کہ اسماء گرامی کو ساری مولفات کے ساتھ اپنے اوراق میں محفوظ کر لے۔"

(محمد مقبول احمد: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳)

انتظاریہ!

پیش نظر مقالہ "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" ۱۹۸۲ء میں قلمبند کیا گیا تھا جو دائرہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے اپنے سالنامہ معارف رضا (۱۹۸۲ء) میں شائع کرایا تھا۔ اس وقت یہ مقالہ نہایت مختصر تھا، پھر جب کتابی صورت میں اس کی اشاعت کا خیال آیا تو مزید اضافے کئے گئے اور یہ مقالہ کئی گنا بڑھ گیا۔ گزشتہ تین چار سال سے یہ مقالہ کتابت کے مرطے سے گزر رہا ہے۔ چونکہ عالمی سطح پر امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والوں کا راقم سے رابطہ رہتا ہے اس لئے روز بروز معلومات میں اضافہ ہوتا

رہا، کتابت کی ترتیب بدلتی رہی اور تاخیر ہوتی گئی۔ اب ۱۹۹۰ء میں جب کتابت مکمل ہو کر آئی تو پھر کتابت کی ترتیب بدلنے کی بجائے یہی مناسب خیال کیا گیا کہ مزید معلومات بعنوان انتظاریہ بطور ضمیمہ شامل کر دی جائیں، سو یہ انتظاریہ پیش خدمت ہے:-

۱۔ جامعہ ملیہ کالج - نئی دہلی

مفتی دہلی اور اس کالج کے استاد مفتی محمد کرم احمد صاحب نے ایک تحقیقی

مقالہ مندرجہ ذیل عنوان پر قلم بند کیا:-

فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے ۱۹۹۰ء میں

شائع کر دیا ہے۔

۲۔ ہندو یونیورسٹی، بنارس

مولانا طیب علی رضا مصباحی ڈاکٹر قمر جمال کی نگرانی میں مندرجہ ذیل

عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:-

"امام احمد رضا ---- حیات اور کارنامے"

۳۔ دیوی اہلیہ یونیورسٹی، اندور

محمد عبدالعلیم رضوی، ڈاکٹر خلیل احمد صدیقی کی نگرانی میں امام احمد رضا

کی اردو شاعری پر ایم۔ اے کے لئے مونوگراف لکھ رہے ہیں۔

۴۔ کراچی یونیورسٹی، کراچی

پروفیسر سید رحیم احمد مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:-

"امام احمد رضا اور عالمی قانون"

اسی یونیورسٹی سے آنرہ تنظیم امام احمد رضا کی اردو شاعری پر ایم۔ اے کے لئے موٹو گراف لکھ رہی ہیں۔
اسی یونیورسٹی کے پروفیسر محمد جلال الدین نوری نے عربی زبان میں مندرجہ ذیل عنوان پر مقالہ لکھا:-

المخطوط الرئيسى للاقتصاد الاسلامى

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کیا اور بغداد کی ایک عالمی کانفرنس میں تقسیم کیا گیا۔

۵۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر حافظ محمد رفیق احمد صاحب امام احمد رضا کی عربی شاعری پر اس یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۶۔ راقم نے مندرجہ ذیل تحقیقی اداروں کے لئے امام احمد رضا پر دو تحقیقی مقالات قلمبند کر کے ارسال کئے۔

(۱) مجمع الملكی لبحوث الحضارة الاسلامیہ، عمان (اردن)

(ب) انسائیکلو پیڈیا اسلامیکا فاؤنڈیشن، تہران (ایران)

۷۔ جامعہ امام احمد رضا

یہ جامعہ شیواجی نگر، گووندی (بھارت) میں قائم ہو رہی ہے جس کا ذریعہ تعلیم عربی ہو گا۔

اختتامیہ

المختصر امام احمد رضا کی شخصیت اور افکار پر دنیا کی بہت سی یونیورسٹیوں کے

مدرسہ نے اچھا خیال کیا ہے اور بعض محققین نے تحقیقی کام کئے ہیں اور بعض کے لئے ہیں۔ امام احمد رضا کی نگارشات اور حالات و افکار یونیورسٹی اور علمی بورڈوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ چنانچہ سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد ایم۔ اے کے اردو کے نصاب میں امام احمد رضا کا قصیدہ نورید شامل ہے۔
اس طرح پاکستان کے تمام بورڈوں کے نصاب میں سال رواں سے مطالعہ پاکین کے لازمی مضمون کے نصاب میں امام احمد رضا کے حالات و افکار کو شامل کیا گیا ہے۔ پاکستان کے (سابق) مرکزی وزیر تعلیم غلام محمد خاں آف ہوتی امام احمد رضا کے حالات و افکار اور علمی آثار سے بخوبی واقف ہیں انہوں نے ۱۹۸۰ء میں "یوم رضا" کے موقع پر راولپنڈی کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

”اعلیٰ حضرت کی دینی اور ملی خدمات کو دیکھ کر حرم پاک کے عظیم عالم سید خلیل مکی نے انہیں ”چودھویں صدی کا مجدد“ کہا اور یہ نعرہ اہل سنت کا نعرہ بن گیا۔ لبنان کے شہرہ آفاق مفکر علامہ یوسف تبہانی نے انہیں ”امام کبیر“ کے لقب سے نوازا۔ جن حضرات نے اعلیٰ حضرت کی گراں مایہ کتب کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے وسیع المطالعہ شخصیت کو ملاحظہ کیا ہے اور ان کے وسعت علمی کے سمندر میں غوطہ زنی کی کوشش کی ہے۔ وہ یقیناً علامہ مکی اور علامہ تبہانی کی آراء کی تائید کرتے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں

کہ انسان اربعہ عناصر سے مرکب ہے مگر اعلیٰ حضرت کا غیر تین عناصر سے اٹھا تھا اور وہ ہیں علم، عمل، اور محبت حبیب خدا ﷺ (سہفت روزہ آفتاب دہلی، شمارہ ۶، فروری ۱۹۸۰ء ص ۳۱)

وزیر تعلیم کے اس بیان کی روشنی میں۔ ہماری جامعہ امام احمد رضا کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے۔ ان کے علمی آثار کو سونے ہاں..... محفوظ کر لینا چاہیے اور ان کے مختلف گوشوں کو موضوع تحقیق بنانا چاہیے اس سلسلے میں راقم نے محققین کی سہولت کے لیے امام احمد رضا کی سوانحی انسائیکلو پیڈیا کی پندرہ جلدوں کے

لئے ایک خاکہ مرتب کیا ہے جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے شائع کر دیا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

۱۹۹۰ء - ۱۹۹۷ء

ضمیمہ

مرتبہ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(زیر نگرانی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

ادارہ مسعودیہ ۶/۲۰-۵۰-ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

-----○-----

امام احمد رضا پر ۱۹۶۸ء سے تحقیق کا جو سلسلہ شروع ہوا، اب تک جاری ہے بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے، اس میں تیزی آرہی ہے۔۔۔۔۔ امام احمد رضا کی شخصیت اور فکر و فن پر کئی فضلاء ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں اور کئی اسکالرز ایم۔ فل کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ غالباً امام احمد رضا ہی دنیا میں وہ واحد شخصیت ہیں جن پر اس قدر فضلاء نے پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ اس سے امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت اور فکر و فن کی بے پناہ وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ان پر ہونے والی تحقیقات پیش کرنے کیلئے تو دفتر چاہیے۔۔۔۔۔ تاہم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اپنے سالانہ "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس" اور مجلس رضالاہور ماہنامہ "جہان رضا" میں وقتاً فوقتاً تفصیلات شائع کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔

"امام احمد رضا اور عالمی جامعات" کے عنوان سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ۱۹۸۲ء میں مقالہ قلمبند کیا جسے ادارہ تحقیقات "امام احمد رضا" کراچی نے اپنے سالانہ مجلہ معارف رضا (۱۹۸۲ء) میں شائع کیا۔۔۔۔۔ پھر ۱۹۹۰ء میں بعض اضافات کے ساتھ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد، نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا۔۔۔۔۔ چونکہ عالمی سطح پر امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیق میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے لہذا اب ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۷ء تک کی معلومات سابقہ مقالے کے ساتھ بطور ضمیمہ پیش خدمت ہیں۔۔۔۔۔

کراچی، یونیورسٹی، کراچی

-----○-----

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ ارضیات کے استاد پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اسی یونیورسٹی سے مسعود ملت کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کر لی ہے۔

"کنز الایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ"

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی عنقریب دو جلدوں میں شائع کریگا۔۔۔۔۔

پروفیسر محمد اسحاق مدنی (استاد وفاق گورنمنٹ اردو آرٹس کالج، کراچی) مسعود ملت کی نگرانی میں اسی یونیورسٹی سے بدستور ڈاکٹریٹ کا مقالہ تیار کرنے میں مصروف ہیں، ان کا عنوان ہے:-

"برصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ"

پروفیسر سید رئیس احمد (استاد شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی) اسی شعبہ کے استاد پروفیسر ڈاکٹر محمد جلال الدین نوری کی نگرانی میں مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا اور عالمی قوانین"

نگران موصوف کی سرپرستی میں ایک اور فاضل محمد حسن امام (نگہوار، وفاق گورنمنٹ اردو کالج، کراچی) اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ عنوان ہے:-

کٹر الایمان

اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم

(ایک تحقیقی و تقابلی مطالعہ)



ڈاکٹر مجید اللہ قادری (گولڈ میڈلسٹ)

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی



ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) پاکستان

"تحریک پاکستان میں خلفاء امام احمد رضا کا کردار"

ترک ولی محمد قادری (ایڈووکیٹ) کراچی، یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (استاد شعبہ ارضیات) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کیلئے درج ذیل عنوان پر خاکہ تیار کر رہے ہیں:-

"برصغیر کی اصلاح معاشرہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے فکری زاویوں کا تحقیقی جائزہ"

مولانا منظور احمد سعیدی (امام رحمانیہ مسجد کراچی) اسی یونیورسٹی سے مسعود ملت کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کا خاکہ تیار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

"مولانا احمد رضا خاں کی علوم حدیث میں خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

اساتظام (لکچرار، اردو کالج، کراچی) کراچی یونیورسٹی شعبہ اردو کے استاد پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کر رہی ہیں۔

"اردو نثر کے فروغ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا حصہ"

کراچی یونیورسٹی، سے عاصم سعید خاں نے پروفیسر سید رئیس احمد (استاد شعبہ علوم اسلامی) کی نگرانی میں ایم۔ اے فائنل اسلامیات کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھا۔۔۔۔۔

"امام احمد رضا بحیثیت مسلم مفکر"

جبکہ آنسہ تمینہ ایوب نے مندرجہ ذیل عنوان پر مقالہ لکھا۔

"فقہ اسلامی کی تدوین میں امام احمد رضا کا حصہ"

پروفیسر عاشق حسین چغتائی (استاذ گورنمنٹ سکٹری اسکول، لاہور) کراچی) ڈاکٹر عبدالرشید (صدر شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے۔

"امام احمد رضا بریلوی کی دینی خدمات"

-----○-----

ہمدرد یونیورسٹی (مدینۃ الحکمة)، کراچی

ہمدرد یونیورسٹی کے چانسلر حکیم محمد سعید نے ۱۹۸۸ء میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی طبی بصیرت"

تلم بند کیا تھا جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے اپنے سالنامہ معارف رضا (۱۹۸۹ء) میں شائع کیا۔۔۔۔ ڈاکٹر سید خضر نوشاہی (مدیر شعبہ مخطوطات) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۳ء میں درج ذیل عنوان پر مقالہ پیش کیا جسے سالنامہ معارف رضا (۱۹۹۵ء) میں شائع کیا گیا۔۔۔۔

"اعلیٰ حضرت اور فن تاریخ گوئی"

پروفیسر مولانا فضل القدیر ندوی (استاذ ہمدرد یونیورسٹی، کراچی) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۳ء میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان

"کنز الایمان و خزائن العرفان کا جائزہ"

پیش فرمایا جو کہ معارف رضا ۱۹۹۳ء کی زینت ہے۔۔۔۔

سندھ یونیورسٹی، جامشورو (حیدر آباد، سندھ)

-----○-----

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی (لیکچرر، جامعہ ملیہ کالج، کراچی) نے پروفیسر ڈاکٹر مد علی قادری (سابق صدر، شعبہ عربی، سندھ، یونیورسٹی) کی نگرانی میں سندھی زبان میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔۔۔۔

"حضرت احمد رضا بریلوی جا حالات، افکار و اصلاحی کارناما" (سندھی)

محترمہ تنظیم الفردوس، ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی سرپرستی میں اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں ان کا عنوان ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کا تاریخی اور ادبی جائزہ"

اسی یونیورسٹی سے پروفیسر انوار احمد (استاذ شعبہ اسلامیات، سندھ، یونیورسٹی) پروفیسر امیں۔ ایم۔ سعید (ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز) کی سرپرستی میں فاضل بریلوی کی فقہی خدمات کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ"

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار جو نیو (رکیس، کلیہ فنون، سندھ، یونیورسٹی) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۳ء میں درج ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا جو سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء اور روزنامہ جنگ کراچی کے امام احمد رضا ایڈیشن ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔

"امام احمد رضا اور تجدید و احیاء دین"

موصوف "ہدایۃ بخشش" کے سندھی ترجمہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ایڈو (سابق ڈائریکٹر آف کالجوز، سندھ) نے بھی درج ذیل عنوان پر تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا جو سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور ان کا فارسی کلام"

اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

-----○-----

پروفیسر محمد امجد، اس یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر رہے

ہیں۔-----

پروفیسر مسرت واجد (لکچرار شعبہ زبان و ادبیات فارسی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور) امام احمد رضا کے درج ذیل رسائل پر تحقیقی کام کر رہی ہیں، نیز ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام ایک مکتوب میں انہوں نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ وہ ان رسائل کا ترجمہ بھی کریں گی۔-----

○-----الہدود فی ادراج الجندور

○-----تاج توقیت

○-----رویت اللہلال

○-----البرہان القویم

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

-----○-----

سید شاہد نورانی (پرنسپل علی پبلک اسکول اینڈ کالج لاہور) نے جامعہ پنجاب سے ایم۔ایڈ کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھا:۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی علمی خدمات"

یہ مقالہ ادارہ معارف رضا لاہور نے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ موصوف آجکل پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (صدر شعبہ عربی، جامعہ پنجاب) کی نگرانی میں فاضل بریلوی کی عربی شاعری کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔-----

"الشیخ احمد رضا شاعر مع تدوین دیوان

العربی"

حافظ محمد سلیم نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے، اسلامیات کیلئے امام احمد رضا پر مقالہ پیش کیا۔-----

پروفیسر ڈاکٹر محمد مظفر عالم (صدر شعبہ، اردو اسلامیہ کالج، فیصل آباد) نے "اردو میلاد نامے" کے عنوان پر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ایک الگ باب قائم کیا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں کی میلاد نگاری"

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے سالانہ "معارف رضا" (۱۹۹۵ء) میں یہ حصہ شائع کیا ہے۔-----

قسم اللغة العربية
جامعة بنجاب لاہور

خطۃ البحث، المذکورۃ

الشیخ أحمد رضا شاعر

مع

تدوین دیوانہ العربی من بین ست صۃ بیت عربی عشر علیہ

اشراف

فضیلة الدكتور الاستاذ

ظہور احمد اظہر

رئيس قسم اللغة العربية

جامعة بنجاب لاہور

اعداد وتقديم

سيد شاهد علي نوراني

ماجستير اللغة العربية



پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی (استاذ گورنمنٹ کالج، شیخوپورہ) پنجاب
یونیورسٹی سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں

"مولانا احمد رضا خاں اور رد بدعات"

ہجرات (کھاریاں) کے مولانا محمد سعید قادری بھی امام احمد رضا کے
حوالے سے پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

پروفیسر مولانا محمد اشفاق جلالی (لکچرار گورنمنٹ کالج، لاہور) امام احمد رضا
کی تصنیف الزلال اللغی من بصر مسبقۃ اللغی پر پروفیسر ڈاکٹر ظہور
احمد اظہر (صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی) کی نگرانی میں پنجاب یونیورسٹی سے
ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

پروفیسر قاری محمد رفیق (استاذ اسلامیہ کالج، لاہور) امام احمد رضا کے
بخاری شریف پر حواشی کے حوالے سے ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں۔

امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا محمد ظفر الدین قادری نے امام احمد رضا کی
تصانیف سے احادیث جمع کر کے صحیح البھاری کے نام سے چھ مجلدات میں ایک مجموعہ
احادیث مرتب کیا تھا جس کی دوسری جلد بھی سے شائع ہوئی۔ ایک عرصے بعد
حیدر آباد، سندھ سے بھی شائع ہوئی۔ (۱۹۹۶ء، صفحات ۹۶۰)۔ پہلی جلد کا مخطوطہ
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے رضا فاؤنڈیشن میں زیر تدوین ہے۔ مدرسہ جامعہ
رضویہ، لاہور کے استاد شعبہ تجوید و قرأت و حفظ قاری محمد سعید ظفر پنجاب
یونیورسٹی، لاہور سے ایم۔ اے (عربی) کے پانچویں پرچے کے لئے صحیح البھاری پر
مونوگراف لکھ رہے ہیں۔



جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

-----○-----

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شعبہ تحقیق رضا فاؤنڈیشن نے علامہ مفتی محمد عبداللہ یوم ہزاروی کی نگرانی میں امام احمد رضا کا فتاویٰ

"العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ"

کو جدید انداز میں ترتیب کے بعد عربی و فارسی عبارات کے تراجم اور حوالا جات کی جامع تخریج کے بعد اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جدید تدوین کے بعد اب تک فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں شائع کی جا چکی ہیں جو کہ اصل فتاویٰ کی پونے پانچ جلدوں پر مشتمل ہیں۔ خیال ہے کہ تکمیل پر تقریباً چھتیس (۳۶) جلدیں تیار ہو جائیں گی۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

-----○-----

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ "ادارہ تحقیقات اسلامی" کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل نے امام احمد رضا کے فتاویٰ کے حوالے سے درج ذیل عنوانات پر تحقیقی مقالات لکھے ہیں۔

--- "قرآن حکیم، فتاویٰ رضویہ کا اولین مأخذ"

--- "فتاویٰ رضویہ کے فقہی مصاد"

یہ مقالات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے "معارف رضا" میں شائع کئے

ہیں۔

اسی شعبہ کے ایک اور ریسرچ اسکالر پروفیسر علامہ جی۔ اے۔ حق۔ محمد نے بھی تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو کہ سالنامہ "معارف رضا" ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا ہے۔۔۔۔۔ موصوف فتاویٰ رضویہ کی از سر نو ترتیب و پیرا بندی کا کام بھی کر رہے ہیں۔

آپ اب تک تین جلدوں پر کام کر چکے ہیں۔ اس یونیورسٹی سے شائع ہونے والے بین الاقوامی تحقیقی سہ ماہی مجلہ "فکر و نظر" کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر مسجد الرحمن نے بھی امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو کہ عنقریب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی سے شائع کر رہا ہے۔۔۔۔۔

ملک معراج خالد (ریکٹر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) نے امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ پر اس یونیورسٹی سے تحقیقی کام شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا کو خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے خصوصی طور پر امام احمد رضا کانفرنس اسلام آباد ۱۹۹۶ء میں بحیثیت صدر محفل شرکت کی۔۔۔۔۔ سید عتیق الرحمن شاہ بخاری، ایم۔ اے۔ (عربی) اسی یونیورسٹی سے درج ذیل عنوان پر مقالہ کی تیاری کر رہے ہیں۔

"الامام احمد رضا و آثاره الأدبیہ باللغة العربیہ۔
نشر و نظما"

پشاور یونیورسٹی، پشاور

-----○-----

مولانا فیض الحسن فیضی، پشاور یونیورسٹی، پشاور سے ایم فل کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کی عربی خدمات"

ڈاکٹر رنج ولی شاہ خٹک (ڈائریکٹر، پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی) نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام ایک مکتوب میں فاضل بریلوی کو یوں خراج تحسین پیش کیا ہے۔۔۔۔۔

"شاہ احمد رضا خاں اور ان کے قبیلہ بڑیچ نے دین اور ملت کے ناموس کی خاطر جو خدمات انجام دی ہیں یا موجودہ دور میں ان کی شروع کی گئی تحریک جو خصوصیات رکھتی ہیں ان کو سمجھنے کے لئے میرے خیال میں اس کتاب (شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی) کا مطالعہ ضروری ہے۔"

(مکتوب محررہ ۷ دسمبر ۱۹۹۶ء)

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

-----○-----

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی (استاذ شعبہ اردو) امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان "حداائق بخشش" کے مختلف ایڈیشنوں کی روشنی میں ایک ضخیم ایڈیشن کی ترتیب میں کوشاں ہیں۔

مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم صدیقی ۱۹۹۱ء میں کراچی آئے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کی اور ادارہ کی تحقیقی مطبوعات پیش کیں، اس موقع پر ڈاکٹر موصوف نے فرمایا کہ امام احمد رضا کی علمی خدمات پر ضرور تحقیقی کام ہونا چاہیے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایسے ریسرچ ورک میں ہر ممکن تعاون کرے گی۔۔۔۔۔

پروفیسر محمود حسین بریلوی (لکچرار، بریلی کالج روہتکسٹ یونیورسٹی بریلی) نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کا مقالہ لکھا ہے۔



مولانا احمد رضا خان

کی

عربی زبان و ادب میں خدمات

مہتمم الشیخ احمد رضا خان فی اللغة العربیة وادبہا

مقائم

برائے ایم۔ فل (عربی)

نگار (ان)

ڈاکٹر عبدالباری

رہنما شعبہ عربی

محمود حسین

ریسرچ اسکالر

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی عربی ادب میں خدمات"

روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی



ڈاکٹر عبدالنعم عزیزی (ڈائریکٹر الرضا اسلامک اکیڈمی، بریلی) نے درج ذیل عنوان پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔

"اردو نعت گوئی کی تاریخ میں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا مقام و مرتبہ"

ڈاکٹر موصوف امام احمد رضا پر کئی تحقیقی مقالات لکھ چکے ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے انہیں "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ" بھی پیش کیا ہے۔
مولانا مختار احمد، ہیروئی، درج ذیل عنوان پر پروفیسر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو، روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کی اردو نثر نگاری"

پروفیسر موصوف ہی کی سرپرستی میں ایک اور اسکالر امام احمد رضا کے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلوی پر درج ذیل عنوان سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔

"مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی شاعری"

اسی یونیورسٹی سے مجیب احمد رضا، امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں پر، پروفیسر ڈاکٹر نظامی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو) کی سرپرستی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں، عنوان یہ ہے۔

"مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں کی شاعری"

لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ



لکھنؤ سے مولانا نذیر حیات خاں قادری نے ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ لکھنؤ یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں۔

پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ



ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی نے امام احمد رضا کی فقہی خدمات کے حوالے سے ۱۹۷۹ء میں پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ سے ڈاکٹریٹ کیا تھا، چنانچہ اس یونیورسٹی کو پوری دنیا میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے فاضل بریلوی پر تحقیقات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوا۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے یہ خبر شائع کی ہے کہ پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ سے سید ذوالفقار علی نامی ایک اسکالر امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

مگدھ یونیورسٹی، گیا (ہندوستان)



مولانا غلام جابر مصباحی درج ذیل عنوان پر پروفیسر علیم اللہ حالی (صدر شعبہ اردو، مگدھ یونیورسٹی، گیا) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات"

بہار یونیورسٹی، مظفر پور (بھارت)



مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد گزشتہ چالیس سال (۱۹۵۷ء/۱۹۹۷ء) سے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ امام احمد رضا پر برابر پچیس سال (۱۹۷۰ء/۱۹۹۵ء) لکھتے رہے۔ رضویات پر ان کی نگارشات کی تفصیلات محمد عبدالستار، طاہر، لاہور نے اپنی کتاب مسعود ملت اور رضویات، (لاہور ۱۹۹۶ء) میں جمع کر دی ہیں۔ علم و دانش خصوصاً رضویات پر ان کی خدمات کے اعتراف میں مولانا اعجاز انجم لطیفی (استاذ دارالعلوم مظفر اسلام، بریلی) نے مسعود ملت کے حالات و علمی آثار پر پروفیسر فاروق احمد صدیقی کی نگرانی اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی رہنمائی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالہ قلم بند کیا ہے۔ جو یونیورسٹی میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی (شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء) کے مطابق فاضل موصوف کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری عنقریب ملنے والی ہے۔

ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آره بہار



محمد امجد رضا قادری، ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آره بہار سے پروفیسر ملحقہ برق رضوی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں"

بمبئی یونیورسٹی، بمبئی



سید محمد عارف علی رضوی، بمبئی یونیورسٹی، بمبئی سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹر نظام الدین گوریکر (ڈائریکٹر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ، بمبئی یونیورسٹی، بمبئی) کی سرپرستی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"اردو کے اصلاحی ادب میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا حصہ"

کانپور یونیورسٹی، کانپور



ڈاکٹر سراج احمد، ستوی نے پروفیسر سید ابو الحسنات حق (صدر شعبہ اردو، کانپور یونیورسٹی) کی سرپرستی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری"

موصوف نے امام احمد رضا کے رسائل "حقوق والدین" اور "مزارات پر عورتوں کی حاضری" کا ہندی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

ہندو یونیورسٹی، بنارس

-----○-----

طیب علی رضا، ہندو یونیورسٹی، بنارس سے ڈاکٹر قمر جاں (صدر شعبہ اردو، ہندو یونیورسٹی بنارس) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں، ان کا عنوان ہے۔۔۔۔۔

"امام احمد رضا خاں، حیات اور کارنامے"

مولانا غلام مصطفیٰ مصباحی نے ہندو یونیورسٹی بنارس سے امام احمد رضا کے شاگرد و تلامذہ اور فیض یافتہ علماء کی خدمات کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔۔۔۔۔ آپ نے ڈاکٹر حنیف نقوی (صدر شعبہ اردو) کی نگرانی میں کام کیا۔

"بریلوی علماء کی ادبی خدمات"

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا یہ مقالہ کراچی سے شائع کر رہا ہے۔۔۔۔۔ مولانا عبدالجبار رضوی بھی ہندو یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں، آپ اس سے قبل ایک تاریخی و تحقیقی مقالہ "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ" لکھ چکے ہیں۔۔۔۔۔

میسور یونیورسٹی، میسور، کرناٹک

-----○-----

مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، ڈاکٹر جہاں آراء بیگم (صدر شعبہ اردو،

تحقیقی مقالہ برائے لی ایچ، ڈی

بریلوی علماء کی ادبی خدمات

نگران

پیش کردہ

ڈاکٹر رفعت جمال

غلام یحییٰ

لکچر شعبہ اردو

اندراج نمبر ۱۸۲۲۰۳

Enrol. No. 182203

بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

میسور یونیورسٹی کی نگرانی میں میسور یونیورسٹی، میسور کرناٹک سے درج اول
عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کا تصور عشق"

کلمار یونیورسٹی، کلمار

-----○-----

پروفیسر سعید احمد ایم (ایب، پھارج، ہندو کالج کرناٹک) امام احمد رضا کی
اردو ادب میں خدمات کے حوالے سے کلمار یونیورسٹی، کلمار سے ڈاکٹریٹ کرنے
کیلئے تحقیقی مقالہ تیار کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے۔

"امام احمد رضا بریلوی کی اردو ادب میں خدمات کا جائزہ"

پورنیہ یونیورسٹی، پورنیہ، کرناٹک

-----○-----

محمد جاوید رضوی نے کرناٹک ہندوستان سے ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع
دی ہے کہ وہ پورنیہ یونیورسٹی سے فاضل بریلوی پر ڈاکٹریٹ کا ارادہ رکھتے ہیں۔
موصوف آجکل اپنے موضوع کے اعتبار سے کتب جمع کرنے میں مصروف ہیں، انشاء
اللہ العزیز عنقریب ان کا رجسٹریشن ہو جائے گا۔

ہمدرد یونیورسٹی، نیودہلی

-----○-----

پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم (استاد، شعبہ تقابلی ادیان، اسلامک اسٹڈیز
ہمدرد یونیورسٹی، نیودہلی) نے ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا جسے پاکستان سے ادارہ
تحقیقات امام احمد رضا نے اور ہندوستان سے مرکزی بزم رضا بھیوڈی نے شائع
کیا، عنوان ہے۔

"امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار"

پروفیسر موصوف کے اس کے علاوہ اور بھی کئی مقالات معارف رضا
کراچی میں شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی (ریڈر، ہمدرد یونیورسٹی، نیودہلی) نے امام
احمد رضا کے دیوان حدائق بخشش پر ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا ہے جسے رضا
اکیڈمی، بمبئی نے حدائق بخشش (مطبوعہ بمبئی، ۱۹۹۷ء) کے ساتھ ہی نہایت
خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے۔

"حدائق بخشش کا فنی و عروضی جائزہ"

مگر اس مقالے میں دماغ ہی دماغ ہے جب کہ امام احمد رضا کا کلام دل
ہی دل ہے۔ بہر حال فاضل موصوف نے نثر میں صحت متن کے اہتمام میں جو
کاوش کی ہے وہ لائق تحسین ہے گو یہ حتیٰ نہیں۔ بانی رضا اکیڈمی مولانا محمد سعید
نوری اور رضا اکیڈمی کے رفقاء اور معاونین اس حسین و جمیل اڈیشن کی اشاعت پر
مبارک باد کے مستحق ہیں۔

Devotional Islam and Politics in British India

Ahmad Riza Khan Bareilwi and his
Movement, 1870 – 1920

USHA SANYAL

DELHI
OXFORD UNIVERSITY PRESS
BOMBAY CALCUTTA MADRAS
1996

جامعہ ملیہ، دہلی

-----○-----

پروفیسر ڈاکٹر سید جمال الدین (ڈائریکٹر، ڈاکٹر حسین انٹینیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ، دہلی) نے عہد امام احمد رضا کے سیاسی ماحول کے حوالے سے ایک تحقیقی و تنقیدی مقالہ مرتب فرمایا جسے انہوں نے انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۱ء کراچی میں پیش کیا تھا جسے بعد میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے "مقالات" کے نام سے شائع کیا۔ ان کا عنوان ہے۔

"مولانا آزاد کا محاسبہ، بریلوی نقطہ نظر"

پروفیسر موصوف اس سے قبل اور بھی کئی مقالات تحریر فرما چکے ہیں۔

کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک

-----○-----

ایک ہندو ریسرچ اسکالر ڈاکٹر اوشا سانیال نے امام احمد رضا کے حوالے سے کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔

"A history of the Bareilwi Movement In
British India 1900 --- 1947"

ان کا یہ مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی (ہندوستان) نے

"Devotional Islam and Politics -----

Ahmad Riza Khan Bareilwi And His
Movement, 1870 -- 1920"

کے نام سے خوبصورت کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ

-----○-----

کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ کے سابق نو مسلم انگریز اسکالر ڈاکٹر محمد بارون۔
امام احمد رضا کے حوالے سے کئی تحقیقی مقالات قلم بند کر چکے ہیں۔ وہ ۱۹۸۸ء میں
امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور دیگر کتب کے مطالعہ سے متاثر ہوئے
اور اسلام قبول کیا۔ موصوف آجکل کنز الایمان کی بنیاد پر قرآن کریم کا سلیس
انگریزی ترجمہ اور تفسیر کی تیاری میں مصروف ہیں۔ آپ امام احمد رضا پر ہمہ وقت
تحقیق میں مصروف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے رضا اکیڈمی برطانیہ میں بطور
اعزازی سرپرست شمولیت بھی اختیار کر لی ہے۔۔۔۔۔ رضا اکیڈمی عرصہ دراز سے
حاجی محمد الیاس کاشمیری کی نگرانی میں کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔

الازھر یونیورسٹی، قاہرہ

-----○-----

الازھر یونیورسٹی شعبہ "اللغة الاردنية و كلية اللغات و
الترجمة" کے استاذ الید شیخ حازم محمد احمد عبد الرحیم محفوظ المعری نے امام احمد
رضا کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جسے ادارہ تحقیقات
امام احمد رضا پاکستان نے رضا اکیڈمی لاہور اور مکتبہ قادریہ لاہور کے اشتراک سے
"بساتین النضران" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ فاضل موصوف نے اس پر
ایک جامع مقدمہ اور تبصرہ بھی تحریر کیا ہے۔ شیخ موصوف درج ذیل عنوان سے
ایک علمی و تحقیقی مقالہ بھی تیار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

"الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ"

مولانا احمد القاری النقشبندی، ازہر یونیورسٹی، سے فقہ میں امام احمد رضا
کی خدمات کے حوالے سے ایم۔ فل کر رہے ہیں ان کا عنوان ہے۔

"احمد رضا خاں و خدماتہ فی فقہ الاسلام"

مفتاح احمد شاہ (فاضل جامعہ محمدیہ غوثیہ، سرگودھا) نے جامعہ ازہر سے
مندرجہ ذیل تحقیقی مقالہ پر ۱۹۹۸ء میں ایم۔ فل کر لیا ہے۔ امام احمد رضا کے
حوالے سے جامعہ ازہر میں یہ پہلا کام ہوا ہے جس کا تمام تر سراماہر رضویات
قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سر جاتا ہے۔

"الامام احمد رضا خاں و اثره فی الفقہ المصنف"

مولانا ممتاز احمد سیدی (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) ازہر یونیورسٹی
سے امام احمد رضا کی شاعری کے حوالے سے ایم۔ فل کر رہے ہیں، ان کا عنوان
ہے۔

"الشیخ احمد رضا خاں البریلوی الہندی شاعرا"

عربیاً

ازہر یونیورسٹی "کلیۃ اللغات و الترجمة" میں شعبہ فارسی کے ایک استاذ،
ڈاکٹر غلیل عبد الحمید امام احمد رضا کے فارسی کلام کا انتخاب "ارمغان رضا" کا عربی نثر
میں ترجمہ کر رہے ہیں جبکہ بین الاقوامی شہرت کے حامل مصنف و محقق ڈاکٹر حسین
حبیب المعری، اس نثری ترجمہ کو عربی قلم میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی
یونیورسٹی کے ڈاکٹر احمد حسین جمیری مسعود ملت کی انگریزی تصنیف عبقری الشرق کا
عربی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

-----○-----

جامعة الأزهر
كلية الشريعة والقانون بالقاهرة
الدراسات العليا
قسم الفقه العام

الإمام أحمد رضا خان وأثره في الفقه الحنفي

رسالة مقدمة للبلل درجة التخصص "الماجستير"

تحت إشراف

فضيلة الأستاذ الدكتور/ عبد الفتاح محمد النجار

أستاذ الفقه العام المساعد المتفرغ بكلية الشريعة والفنون - طنطا

بجامعة الأزهر

(إعداد الباحث -)

مشتاق أحمد شاه بن بيرنادر شاه

١٤١٨ هـ / ١٩٩٧ م

"إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا"

الآن يقول العجبي

الموسم

بشائر الغفران

لمعالي فضيلة الإمام الأكبر المجدد إمام أهل السنة والجماعة

محمد أحمد رضا خان رحمته الله تعالى

١٣٤٠ هـ

١٣٧٢ هـ

بمعه وربيته وصنبطه وحققه وقدم له وارفة بماتق

الآن يقول العجبي

كلية اللغة والشريعة - جامعة الأزهر الشريف، القاهرة - مصر
والاستاذ المساعد بجامعة بنها والجامعة الوطنية المصرية، القاهرة - باكستان

بمعه بمشاركة

أكاديمية رضا، سنات بوت، بيطانية ه رضا دار الاشاعة لاهو
بمعه بمشاركة، سنات بوت، بيطانية ه رضا دار الاشاعة لاهو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شعبہ عربی
پنجاب یونیورسٹی لاہور

خاکہ مقالہ برائے ڈاکٹریٹ

تحقیق و مطالعہ مخطوط

الزلال الانقی من بحر سبقة الأتقی

۱۳۰ھ

تالیف

مولانا احمد رضا خان بن مولانا قاضی بن

تحقیق و تصدیق

محمد اشفاق

لیکچرار گورنمنٹ کالج
اوکاڑہ

زیر نگرانی
پرنسپل اور نیشنل کالج پیرمین شہر عربی

پنجاب یونیورسٹی لاہور

رضویات پر مسعود ملت کی چند اہم کتابیں

- ۱۔۔۔۔۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات، لاہور، ۱۹۷۱ء
- ۲۔۔۔۔۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، لاہور، ۱۹۷۳ء
- ۳۔۔۔۔۔ عبقری الشرق (انگریزی)، لاہور، ۱۹۷۸ء
- ۴۔۔۔۔۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، سیال کوٹ، ۱۹۸۱ء
- ۵۔۔۔۔۔ گناہ بے گناہی، لاہور، ۱۹۸۱ء
- ۶۔۔۔۔۔ حیات امام اہل سنت، لاہور، ۱۹۸۱ء
- ۷۔۔۔۔۔ اکرام امام احمد رضا، لاہور، ۱۹۸۱ء
- ۸۔۔۔۔۔ دائرہ معارف امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۸۲ء
- ۹۔۔۔۔۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام، کراچی، ۱۹۸۳ء
- ۱۰۔۔۔۔۔ اجالا، کراچی، ۱۹۸۳ء
- ۱۱۔۔۔۔۔ رہبر و رہنما، کراچی، ۱۹۸۶ء
- ۱۲۔۔۔۔۔ تنقیدات و تقابلات امام احمد رضا، لاہور، ۱۹۸۸ء
- ۱۳۔۔۔۔۔ آئینہ رضویات، جلد اول، دوم، سوم، کراچی ۹۶-۱۹۸۹ء
- ۱۴۔۔۔۔۔ امام احمد رضا اور عالمی جامعات، صادق آباد، ۱۹۹۰ء
- ۱۵۔۔۔۔۔ امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ، لاہور، ۱۹۹۰ء
- ۱۶۔۔۔۔۔ تاج الفقہاء، لاہور، ۱۹۹۰ء
- ۱۷۔۔۔۔۔ محدث بریلوی، کراچی، ۱۹۹۳ء
- ۱۸۔۔۔۔۔ انتخاب حدائق بخشش، کراچی، ۱۹۹۵ء
- ۱۹۔۔۔۔۔ خوب و ناخوب، کراچی، ۱۹۹۸ء

موری نیپار کا جانا

لم یطیع کفی نظر تنزل شیدا جانا جس طرح کہ تیرے سوچے کو نہ سہرا جانا
 البحر علی البحر طبعی لم یسک و طوفان ہیرا مہر اتریں میں بھی ہو اونی نیپار کا جانا
 یا شہر نظر سے الی بی بی بی کنی تو جو کی تھل تھل کی پی سی بڑا جانا
 انانی عطش و سخاک تم اس کے کالے کرشم رن رہے مجھ کو دہر دہر بھی کر جانا
 القلوب لہم شوق دل نہ جانا چن چن اپنی بی بی کا ہوں میں کس سے سنا
 الروح فداک و قایم شعلہ گر زین عشا موتاں میں نہ کہوئے جان نیپار کا جانا
 بس خام نہ خام نوا اصدانہ طیر زمینی کی گیت

ارشاد اجنادا طق تھا اچھا اس راہ پر جانا

صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم
 علامہ مولانا خاں بلی



